

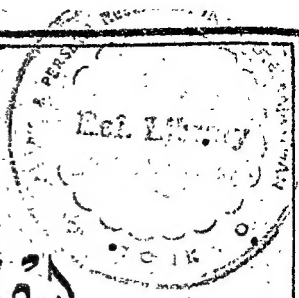
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حق حق حق
نحمدہ ونصلی علی سیدارسلہ
2734.

۱۳۵۰ء میں فضائل و مسائل صیام و قیام کے کشفی نقشی محمد اسماعیل صاحب
کی فرمائش سے لکھے گئے تھے جس کا نام **سبیل اسلام فی فضائل
الصیام و القیام** رکھا اور بخون نے چھاپا تھا اس زمانہ میں نہایت جلدی میں یہ سالہ
چھپاتا آیا و سپرد دوبارہ نظر لگتی اور کچھ مضامین اور اضافہ کئے گئے نام و سکاوی راجو
پہلے تھا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس کا نفع پہنچائے۔ واللہ الموفق۔
ترغیب ترہیب کے مضامین تو محض تذکیر کے لئے ہیں۔ روزہ ہو یا نماز یا کوئی نیک کام
بے توفیق از روی کے ہوتا نہیں اس لئے اول توفیق کو سمجھنا چاہیے۔ ہر
نیک کام کی ابتدا اور انتہا توفیق سے وابستہ ہے اگر نیک کی کارادہ بھی ہوتا
ہے تو توفیق سے۔ آغاز و انجام ہر نیک کام کا توفیق سے ہے۔
جہاں آفرین گردنہ یاری کند۔ کجا بندہ پرہیز گاری کند۔ لیکن توفیق میں
ہمارے کسب و اختیار کو دخل نہیں محض اللہ کی طرف سے ہے۔ توفیق کا سوال بھی

بے توفیق کے ناممکن ہے توفیق ایک حالت ہے جو منجانب اللہ انسان کے
 لئے ظاہر و باطن میں پیدا ہوتی ہے جسکی وجہ سے اس کے سارے جسمانی اور روحانی
 کام باوجود بزرگ بزرگ ہونے کے شریعت کی قائم کی ہوئی حد سے نہ پیچھے
 رہیں نہ آگے بڑھیں۔ جسکی تعبیر دوسرے لفظوں میں یوں کی گئی ہے کہ نیک کام
 کے لئے ضروری اسباب کامیاب کر دینا۔ توفیق موافقت سے لگائی ہے۔ موافقت
 کے معنی ساتھ ساتھ رہنے کے ہیں یہ حالت بھی انسان کے ہر نیک کام کے
 ساتھ ہوتی ہے اس لئے اس حالت کو توفیق کہتے ہیں۔ توفیق کی دو قسمیں ہیں
 ایک کامل۔ دوسری ناقص۔ کامل وہ ہے جو انسان کے جمیع افعال جمیع اقوال
 جمیع احوال جمیع اعتقادات جمیع خطرات جمیع مکاشفات کے ساتھ ساتھ رہے
 جس شخص کو ایسی توفیق عطا ہوتی ہو وہ برائیوں سے پاک گناہوں سے منزہ ہوتا ہے اور ایک وہ ہوتا
 حاصل ہوتی ہے جسکی معصومیت یا محفوظیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی توفیق کی طرف
 قرآن میں اشارہ ہے وَمَا تَوْفِیقِیْ قَرَّ اَعْلَا بِاَللّٰہِ۔ اللہ اسم جامع ہے جس طرح
 سارے اسماء اس اسم کے تحت میں داخل۔ اوسے طرح اس اسم کا مظہر تمام اسماء
 کے مظاہر کو شامل۔ توجہ توفیق اس اسم کے ساتھ متعلق ہے ہر قسم کی توفیق
 کو عادی ہوگی۔ توفیق نامتناہی ہے جو بعض چیزوں میں ہو اور بعض میں نہ ہو۔
 جس طرح کسی نے روزہ رکھا اگر طبیعت سے اور کذب سے نہ بچا تو کھانے اور پینے
 سے بچنے کی تو توفیق ملی مگر زبان کو بری باتوں سے روکنے کی توفیق سے محروم رہا۔
 جسکو اس قسم کی توفیق عطا ہوئی اس سے کوئی کام بھلا اور کوئی بُرا بھی ہوگا اس بنا پر توفیق
 کے دو قسم ہیں عظام و خاص۔ عظام وہ ہے جس میں تمام انسان مسلمان

کیا غیر مسلمان سب شریک ہیں کنوان بالاب۔ مسافرانہ ایسے مقام میں بنوانا جہان
 او کی ضرورت ہو یا ایسا کام کرنا جو حکمت کے موافق ہو اسی توفیق کے نتائج میں
 سے ہے۔ خاص مثلاً کفر کے اندھیرے سے ایمان کی روشنی پانے کی توفیق ہونا
 جس کا نتیجہ سعادت ابدی ہے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک عام مثلاً محض
 اللہ اور رسول پر ایمان لانے کی توفیق ہونی مگر تقویٰ شکاری اور پرہیزگاری
 سے محروم رہنا اور اس کا نتیجہ ہمیشہ کے عذاب سے بچنا ہے۔ باقی کفر کے سوا اور
 بدکاریوں کے عوض میں محدود زمانہ تک مبتلا سے عذاب رہنا۔ وہ اللہ کے اختیار میں
 ہے۔ چاہے بمقتضائے کرم بخش دے چاہے عذاب کرے۔ دوسری خاص
 مثلاً ایمان کے ساتھ احکام الہی کا بجالانا۔ نافرمانیوں سے بچنا۔ اس خاص کی
 بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک عام دو کفر خاص۔ عام جس طرح محض فرائض پر
 اکتفا کرنا۔ نوافل کی طرف توجہ نہ کرنا۔ ضمام بن ثعلبہ نے حضرت فرائض کا سوال
 کیا۔ آپ نے اسلام کے فرائض انھیں بتائے۔ انھوں نے عرض کیا۔ کہ
 لَا أَرِيدُ عَلَى هَذَا أَنْ تُقْصَ یعنی نہ اس پر بڑھاؤنگا اور نہ اس سے
 گھٹاؤنگا۔ آپ نے فرمایا أَفَلَا تَرَ أَنَّ صَدَقَ یعنی اس نے اگر سچ کہا
 تو کامیاب ہوا۔ خاص مثلاً باوجود اسے فرائض کے نوافل ریاضات و مجاہدات
 کی توفیق ہونا اس کی بھی دو قسمیں ہیں عام اور خاص۔ عام مثلاً محض ریاضات
 اور مجاہدات میں اشتغال ہو مگر اخلاق الہی سے متعلق ہونا۔ صفات ملکوتی کے ساتھ
 متصف ہونا اس سے سرور کار نہ ہو۔ خاص وہ کہ باوجود ریاضات اور مجاہدات
 کے تمذیب اخلاق صفات ربانی صفات ملکوتی حاصل ہون کی بھی دو قسمیں ہیں

عام۔ خاص۔ عام وہ کہ مجاہدات اور ریاضات بھی ہوں درستی اخلاق بھی ہو
مگر آتش عشق کی بھڑک پوری پوری نہ ہو۔ خاص وہ کہ باوجود درستی اخلاق کے عشق
الہی میں سوختہ ہو سوز و گداز کے ساتھ کامیاب ہو۔ اسکی بھی دو قسمیں ہیں۔ عام۔ خاص
خاص۔ عام تو وہ ہے کہ مجاہدہ اور ریاضت کے ساتھ ولولہ عشق بھی ہو مگر
سعارت اور علوم ملک اور ملکوت کے اسرار مکتوم نہ کھلے ہوں۔ خاص وہ
کہ علم اور عشق دونوں کا جامع ہو۔ عشق کی آگ بھی دل میں پھرتی ہو حقائق و
سعارت کا دریا بھی جاری ہو۔ اسکی بھی دو قسمیں ہیں ایک عام۔ دوسرے خاص
عام وہ ہے کہ محض علم اور عشق کا جامع ہو۔ خاص وہ ہے کہ باوجود کمال عشقی
اور علمی کے مشاہدہ حق میں ایسا فانی اور مستغرق ہو کہ تمام ماسوے اللہ سے
بے نیاز ہو بصرا اور بصیرت میں غیہ کا اثر ہو نہ نشان۔ اسکی بھی دو قسمیں ہیں ایک
عام مثلاً ایسے استغراق کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ دوسرے خاص کہ باوجود
اس کمال کے تکمیل شانِ مکتبیت کے لیے پھر پراست کی طرف رجوع کر آئیں۔ اور رسالت
یا خلافت رسول کا منصب عطا فرمائیں۔ یہ سارے مراتب توفیق محض عطاے الہی سے
نصیب ہوتے ہیں۔

روزہ کو عزلی میں صوم کہتے ہیں۔ صوم کے معنی اصل لغت میں اساک یعنی
روکنے اور بند کرنے کے ہیں روزہ میں بھی کھانا پینا صحبت کرنا بند ہوتا ہے اسلئے
شرع میں اسکا نام صوم ہوا۔ دوسرے معنی صوم کے لغت میں رفعت و بلندی
کے ہیں۔ روزہ بھی تمام عبادات بدنی سے مرتبہ میں بلند ہے اسلئے کہ اسکے لئے کوئی
ظاہری صورت نہیں ہے اور حضرت خضر صادق کی زبانی اسکا بے مثل ہونا معلوم ہوا

اسیئے صوم کے ساتھ موسوم ہوا۔ شریعت میں روزہ اسکو کہتے ہیں کہ صبح صادق کے وقت سے جب تک سورج نہ دو بے بنیت اور اسے عبادت کے نہ کچھ کھائے نہ پیئے نہ صحبت کرے۔ اور اسے عبادت کی نیت کی قید اس واسطے ہے کہ اگر کوئی شخص دن بھر بلا نیت کچھ نہ کھائے اور نہ پیئے اور نہ صحبت کرے تو روزہ دار نہ ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس اگر نیت بھی ہو مگر اور اسے عبادت کی نیت نہ ہو مثلاً علاج کی راہ سے کوئی شخص دن بھر کھائے اور نہ پیئے اور نہ صحبت کرے تو بھی روزہ نہ ہوگا۔ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روزہ ایک قدیم عبادت ہے کہ سابق کی امتون میں سے کوئی اس سے خالی تھی۔ حضرت آدم پر تین روزے ہر مہینے میں ایام بیض کے فرض تھے۔ یہودیہ ہفتہ میں سینچر کے دن اور سال میں عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔ نصاریٰ میں رمضان کے روزے فرض تھے گرمی اور سردی کی شدت کے زمانے میں زیادہ تکلیف کے تحمل نہوئے اور نیکے پڑھے لکھے لوگوں نے ربیع کی فصل میں جب گرمی اور سردی کا اعتدال ہوتا ہے اپنی راسے سے روزوں کو ہٹا دیا اور بجائے بیس کے پچاس روزے مقرر کئے تیس تو وہی جو فرض تھے اور بیس بدل دینے کے جواز نہ میں۔ حضرت داؤد ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے۔

روزہ میں محبت فائدے ہیں کچھ تو حضرت نے ارشاد فرمائے کچھ علمائے دین نے اپنے فہم سلیم سے سمجھے مثلاً ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو جمیع کمالات ممکن کے حاصل کرنے کی منجانب اللہ قابلیت دیکٹی ہے اس لئے اس میں مختلف قوتیں اکٹھا کی گئیں جس سے اونکے ایک قوت ہے جس کا نام ہپیہ ہے اسکی متابے کو شش محض کھانا پینا جماع وغیرہ ہے جس سے محض جسمانی منافع کو تعلق ہے۔ دوسری قوت ملکیہ اسکا کام اون امور میں

کوشش کرنا ہے جنکو روحانی کمالات سے تعلق ہے جس طرح علوم معارف طاعت عبادت حق وغیرہ۔ قوت بہیمیہ اگر حد سے بڑھ جائے تو مشہور عقبت حسد فسق و فجور کی خواہش اور دیگر بُرے صفات پیدا ہوں۔ قوت ملکیہ سے فرمانبرداری حق طاعت بندگی عشق و محبت حق تو انصاف انکسار وغیرہ اچھی اچھی صفتیں اچھی اچھی عادتیں پیدا ہوں۔ خیریت جیسی بات ہے کہ بہیمیہ ملکیہ کی تابع رہے جہاں اس کی تابعداری سے باہر ہوتی تو خرابی ہی خرابی ہے حیث جاہ و حب دنیا۔ فسق و فجور کبر و غرور سبھی کچھ گل کھلتے ہیں بہیمیہ کی سرکشی دور کرنا علاج کھانا پانی بند کرنے سے زیادہ کوئی دوسرا نہیں۔ کھانا پانی بند کرنے کی دو صورتیں ہیں کیا یہ کہ بالکل بند کر دیا جائے اس میں بالکل قوت بہیمیہ کے ہلاک ہو جانے یا قریب ہذا کت پہنچ جانے کا احتمال ہے اور اگر یہ ہلاک ہو جائے یا ایسی ضعیف ہو جائے کہ اپنا کام نکر سکے تو جو ضروری خدمتیں اور حسابانی عبادتیں اس سے متعلق ہیں جیسے حج نماز طلب علم وغیرہ بالکل ناتمام رہ جائیں اور اگر کھانے پینے کے مقدور ہیں مگر کچھ کھائے تو اس کے لئے کوئی قاعدہ مقرر ہو سکنا دشوار اس لئے کہ کھانے میں لائق عادتیں اور حاجتیں مختلف ہوتی ہیں کسی کے لئے کمی غذا مناسب کسی کے لئے کثرت غذا موافق اس واسطے روزہ کا طریقہ اختیار کیا گیا کہ دن سحر بالکل کھانا پینا بند کر دیا جائے اور رات کو اختیار رہے اس واسطے کہ رات کو عادتاً اکثر لوگ سوتے رہتے ہیں خواہش کی چیزیں بھی نظر کے سامنے نہیں رہتیں کہ دیکھنے سے رغبت پیدا ہو رات کو یونین عادتاً لوگ کچھ کھاتے پیتے نہیں رات کے روزہ مقرر کر نہیں اثر روزہ کا کچھ نہ ہوا ایسے دن کا روزہ مقرر کیا گیا۔ دنوں میں اگر سال بھر کا روزہ ہوتا تو صفت حد سے زیادہ بڑھ جاتا اور اگر ایک دو دن کا ہوتا تو تاثیر بہت ضعیف ہوتی اس لئے مینے بھر کا روزہ مقرر کیا

اور اس میں بھید یہ ہے کہ عالم میں لیل و نهار کے تین دور کھوتے ہیں۔ ایک روزانہ کہ آفتاب اپنی خارجی حرکت سے دن رات میں پورا دورہ ختم کرتا ہے یعنی جہان سے جاتا ہے وہیں پھر آجاتا ہے۔ دوسرا دورہ ماہانہ کہ چاند اپنی دوری حرکت میں پورا دورہ کرتا ہے۔ تیسرا سالانہ کہ سورج اپنی ذاتی حرکت سے بارہ مہینے میں دورہ کو پورا کرتا ہے سالانہ دورہ بہت تھا اور روزانہ کم۔ اس لئے خَيْرُ الْأُمُورِ سَاطِعُهَا کے موافق ماہانہ دورہ اختیار کیا گیا۔ اس مہینے بھر کے روزہ کے لئے بھی ایک مہینہ خاص مقرر کر دیا۔ لوگوں کی راسخہ پر نہیں چھوڑا کہ سال بھر میں جب چاہیں ایک مہینہ کار و روزہ رکھیں اس لئے کہ اول قید کرنے میں نفس پر فی الجملہ مشقت ہوتی ہے جو مناسب امر تعدی کے ہے۔ دوسرے ایک ہی زمانہ میں تمام امت کا ایک مشقت کے کام پر مجتمع ہونا مشقت کو کم کر دیتا ہے اور دل کو جرات دلاتا ہے اسی لئے مشہور ہے کہ ”توگر انہو جشنے دلد“ اور جو امر سب علی العموم کرتے ہیں ریا اور عجب سے پاک ہوتا ہے۔ تیسرے ایک جہان کا ایک نیک کام کو شریک ہو کر ناز و محبت اور برکت تازل ہونیکا ذریعہ ہے بعضوں نے یہ کہا ہے کہ روزہ اس لئے مقرر ہوا کہ محنت مشقت بھوک پیاس کی معلوم ہو اور اپنی تکلیف کو یاد کر کے دوسرے مشقت زدوں پر رحم کرنے کا عادی ہو حضرت یوسفؑ کو کنوے میں ڈالنے قید خانہ میں لیجانے بازار میں بکوانے میں بھی حکمت تھی کہ جب انکو عزت سلطنت سطوت حاصل ہو۔ زیر دستوں پر رحم فرمائیں۔ مہریم ریش دل مجروح ہاش + در تن ہر مردہ دلے روح ہاش + حضور سرور کائنات کو اسی واسطے فخر و فاقہ محبوب تھا۔ بعضوں نے کہا کہ گناہ و تقسم کے ہیں ظاہری اور باطنی۔ ظاہری گناہ کے لئے نماز کفارہ ہے۔ باطنی گناہ کے لئے روزہ۔ یا یوں کہئے کہ انسان میں

دو جزو ہیں۔ بدن اور روح۔ بدن کا مطلوب کھانا پینا ہے۔ روح کا مقصود آخرت
 کی نعمت دیدارِ آئینی۔ جب آدمی محض باقتضائے جسمانی مطلوب سے اس عالم میں
 روگردانی کرے روحانی مقصد سے اللہ اور سکوا کا سیاب فرمایا گیا۔ ایک بزرگ محض
 متوکلانہ بسر کرتے اکثر سبھو کے رہتے کسی نے پوچھا مَا الْقَوْتُ۔ تمھاری
 غذا کیا ہے۔ بولے۔ ذِكْرُ الْحَقِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ۔ اوسنے کہا۔ هَذَا غِذَاءُ
 الرُّوحِ فَمَا غِذَاءُ الْبَدَنِ۔ یعنی یہ تو روح کی غذا ہے بدن کی غذا کیا ہے۔ فرمایا
 حَرَجُ الْبِنَاءِ مَعَ بَنَانِهَا۔ یعنی عمارت کو عمارت بنانے والے پر چھوڑ دو باقی رکھنا
 منظور ہوگا جب گرنے لگیں بنا دیگا۔ نہ رکھنا منظور ہوگا ڈھا دیگا۔ روزہ ہی ایسی
 عبادت ہے جس کا کوئی مثل نہیں۔ حدیث ابی امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے
 حضرت سے عرض کیا کہ مجھے کوئی کام بتائیے فرمایا کہ روزہ رکھ روزہ کے برابر کوئی
 کام نہیں مگر عرض کیا پھر فرمایا روزہ رکھ روزہ کے برابر کوئی کام نہیں۔ بارہ مرتبہ
 کیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ روزہ رکھ روزہ کے مثل کوئی نہیں۔ روایت کیا اسکو سنائی نے میر
 اسمین یہ ہے کہ ہر نیکی کے لئے ظاہر میں ایک صورت ظاہری ہے کہ دیکھنے سے اوسکا
 پتہ لگ جاتا ہے روزہ تو کھانے پینے صحبت کرنے سے باز رہنا اور نہ کرنا ہے اوسکے
 لئے کوئی صورت ظاہری نہیں اس امر میں روزہ ساری عبادتوں سے متمیز ہے۔ روزہ
 ایسی عبادت ہے جسکو اللہ نے اپنی طرف نسبت کیا۔ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت فرمایا حضرت نے اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ بنی آدم کے کل عمل کا بدلہ اس
 درجہ سے سات سو درجہ تک دیا جائیگا اِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَعُ بِهٖ یعنی
 بجز روزہ کے کہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں اوسکا بدلہ دوں گا رواہ البخاری

حقیقت یہ ہے کہ کنا اپنا صحبت نکرنا صفت صمدیت حق کی ہے کہ خدا کھانے پینے
 صحبت کرنے سے منزہ ہے۔ روزہ دار اس صفت حق سے موصوف ہو جاتا ہے جو تخلیقاً
 بِاخْلَاقِ اللّٰهِ کا مضمون صادق آتا ہے فرق یہ ہے کہ جناب حق کے صوم کو افطار
 نہیں روزہ دار کے صوم کو افطار ہے جناب حق نہ کھائے نہ پیے بوجہ بے نیازی کے
 بندہ باوجود اقتیاج کے کھانے پینے سے بنظر امتثال مرقی باز رہے۔ بعضوں نے کہا کہ روزہ
 ریا سے خالی ہے کہ دیکھتے ہیں نہیں آتا اس لیے حق کی طرف منسوب ہوا بعضے کہتے ہیں کہ روزہ
 عبادتوں کی (جیسے سجدہ و طواف و قیام وغیرہ میں) غیر اللہ کی طرف نسبت کی گئی بحسن
 روزہ کے اس لیے اللہ نے اس کو اپنی طرف نسبت کیا۔ بعضوں نے اسکی وجہ یہ بیا
 کی کہ قیامت میں جتنی عبادتیں ہیں روزہ کے سوا اپنے اپنے حقوق کے چاہنے والوں کو
 دیدہ بجائیگی روزہ نہ دیا جائیگا اس لیے اللہ نے اسکو اپنی طرف نسبت کیا۔ بعضوں کا مقولہ
 ہے کہ الصَّوْمُ مِنْ لَفْظِ صَوْمٍ مَعْنٰی صَائِمٍ کے ہے معنی یہ ہوتے کہ روزہ دار خاص میرے لیے
 ہے اور نسبت محض تعظیماً ہے۔ عالم میں ساری دنیا اللہ ہی کی ہے وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
 مَا فِي الْاَرْضِ یعنی اللہ ہی کا ہے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے مگر کعبہ کو اپنا گھر
 فرمایا محض تعظیماً کسی بڑے شخص کی جو چیز کمالاتی بڑی ہو گئی ۵ فی الجملہ نسبت تو کافی بود
 مراد بلبل ہیں کہ قافیہ گل شود خوش است ۵ اور حقیقت یہ ہے کہ روزہ میں عبادت
 کا پورا پورا ظہور ہوتا ہے۔ غلام کا غلامی میں کمال یہ ہے کہ اپنے ضروری حوائج اور
 عادی امور سے بھی اپنا اختیار اٹھالے اور مالک کے اختیار میں دیدے روزہ دار
 بھی بمقتضائے عبودیت اپنے کھانے پینے خواہشوں کو حضرت حق کے اختیار میں دیدتا
 ہے کہ جب تک اسکی اجازت کا وقت نہیں آتا عمل میں نہیں لانا آخر یہ مرتبہ ملا کہ خاص

اوسکے کملانے سے خواہی کہ دگر حیات یا ہم بہ یکبار سچو کہ گشتہ ماست ۛ وَاَنَا
 اَجْزَىٰ مِنْهُ کئے حسی یہ ہیں کہ میں اوسکا بدلہ دوں گا کہ فرشتے اوسکا ثواب نہیں لکھ سکتے
 فرشتے تو ثواب ایسی چیز کا لکھتے ہیں کہ جسکا کچھ مثل ہو۔ اوسکا بدلہ خدا ہی دے جو
 بیچوں بیچگون ہے اور بعضوں نے اس لفظ کو اَنَا اَجْزَىٰ مجھ دل کا صیغہ پڑھا ہے
 یعنی روزہ دار کو روزہ کی جزائیں میں ملونگا اور حقیقت یہ ہے کہ ہر عمل کی جزا اوس عمل
 کے مناسب ہونا چاہیے روزہ ایسی عبادت ہے کہ لامثل لم یعنی اوسکا کوئی مثل نہیں
 جزا بھی اوسکی ایسی ہی ہونا چاہیے جو مثیل ہو وہ جناب حق کے سوا کون ہے کہ لیس گھنٹہ
 شکم سے خوشا دردیکہ در مانس تو باشی ۛ خوشا رہے کہ پایا نشس تو باشی ۛ
 عشاق کو عبادت و ریاضت بلا طبع خزا کرتے ہیں مگر ایسی جزا کے وہ بھی طالب ہیں اور
 شدت شوق میں اس طرح گویاں ۛ گل تھینکے سے خیردن کی طرف بلکہ نمر بھی ۛ اے
 خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر نہ بھی ۛ روزہ ہی وہ عبادت ہے جسکے کرنے والے کو
 دوسری خوشی ہے حدیث لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ
 عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ یعنی روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت
 دوسری اپنے رب سے ملنے کے وقت۔ سیر یہ ہے کہ ایک خوشی طبعی ہے کہ خدا کی توفیق
 سے فرض ادا ہوا طبیعت کو جس چیز کی خواہش تھی اوسکی اجازت ہوئی۔ دوسری خوشی روحانی
 ہے کہ خدا سے ملنے اور ثواب سے بہرہ یاب ہونے پر ہوگی سبحان اللہ ۛ سچ گئے گناہ
 جو سچے ذوالمنن ۛ گویدت چونی تو اے رنجور من ۛ عرقا کے نزدیک یہ دو خوشیدان
 دو تجلی کے حصول سے ہوتی ہیں ایک تجلی حجابی جو افطار کے وقت صفت تشبیہ میں ظہور
 کرتی ہے دوسری تجلی بے حجابی کہ صفت تنزیہ کے ساتھ ہوگی ۛ بہر زنگے کہ خواہی

جامہ می پوشش پہ کہ من آن قد موزون می شناسم نفس جیب اپنی کوشش صرف
 کر چکا اور اپنی ہمت اور حوصلے کے موافق حکم سرکاری بجالایا تو خود بخود بمقتضائے طبیعت دل
 خوش ہوتا ہے کہ کام انجام ہوا انعام ملنے کا وقت آیا یہ خوشی محض اس سبب سے ہوتی ہے کہ
 اللہ نے اس عبادت کے لئے انجام کی توفیق دی۔ نیک کام کے انجام کی توفیق بھی محض عطیہ
 الہی ہے اس نعمت سے بھی وہی کامیاب ہوتا ہے جو نظر عنایت سے دیکھا جاتا ہے۔ پھر
 محضر صادق کی اس خبر کی تصدیق لِلصَّادِقِمْ دَعْوَةُ مُسْتَجَابَةٍ عِنْدَ فَطْرٍ۔ یعنی
 روزہ دار کی افطار کے وقت ایک دعا مستجاب ہوتی ہے دل خوش کر نیکی لینے امید
 کیا کہ ہے کہ قبولیت دعا کا وقت آگیا جو کہ کینے سنا یا گیا اوس وعدہ کو فال امید ہوتی جو ان پاک لفظوں
 میں کیا گیا ہے فَرَحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ۔ اور روزہ وصال چون کہ قسم یاد وہ
 در شام فراق می شوم شادہ شیخ علی رودباری کا روزہ کی حالت میں وصال ہوا
 نزع کے وقت آنکھیں کھلی ہوئی تھیں مریدوں نے حال پوچھا فرمایا کہ جنت کے دروازہ
 کھلے ہیں۔ جو میں جام کو تر لئے طیار اور مجھ سے افطار کے لئے اصرار ہے میں کہتا ہوں جنت
 عید منوگی روزہ نہ کھولوں گا۔ اور جب تک بلال وصال طلوع فجر کے عید کیسی
 عید می آید و وقت بہت کہ در منہ نگریم۔ پر وہ بر دار کہ از منہ تہو مشتاق تریم۔ روزہ
 ایسی عبادت ہے جسکی وجہ سے روزہ رکھنے والا جہنم سے دور ہوتا ہے۔ حدیث
 سلمہ بن قیس سے روایت ہے فرمایا حضرت نے جو شخص ایک روزہ محض اللہ کے خوش کرنے
 کے لئے رکھے اللہ اسکو جہنم سے اس قدر دور کر دے جتنا کہ ایک کوڑے کا پچھن سے
 اڑنا شروع کرے اور ساری عمر اوڑے روایت کیا اسکو ابوعلی اور بیہقی نے تسبیح
 اسمین یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا یہ حَقِّقَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ یعنی دوزخ

شہوتوں اور خواہشوں سے گھری ہوئی ہے جب روزہ دار نے روزہ رکھ کر خواہشوں کو
 اپنے سے دور کیا تو دوزخ اوس سے دور ہو گئی۔ روزہ دار کو اللہ قیامت کی پیاس سے
 بچائیگا۔ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نے ابو موسیٰ
 اشعری کو ایک لشکر پر امیر کر کے دریا کی طرف بھیجا اندھیری رات تھی کشتی کا لنگر اٹھایا
 چاہتے تھے کہ ہالتف نے ندادی کہ اے کشتی والو ٹھہر جاؤ میں تم کو ایسا امر بتا ہوں جسکو
 اللہ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے ابو موسیٰ نے کہا کہ جو کچھ تجھے خبر دینا ہو دے او سنے
 کہا کہ اللہ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ جو اوس کے راضی کر نیکی لئے گرمیوں کے دن
 ایک دن اپنے تین پیاسا رکھے یعنی روزہ رہے اللہ اوسکو قیامت کی پیاس سے بچائے گا۔
 ابو موسیٰ روزہ رکھنے کے لئے ہمیشہ ایسے دن کا خیال رکھتے جب شدت گرمی کی ہوتی۔
 روزہ ایسی عبادت ہے کہ اوسکی وجہ سے جو منہ سے بواؤ اے اللہ کو مشک سے زیادہ
 پسند۔ حدیث و الذی نفسی ببید الخ خوف فحد الصائم اطیب عند اللہ
 صرح المسک رواہ البخاری روایت کیا ابو ہریرہ نے یعنی روزہ دار کے منہ کی
 بواؤ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے باوجود اس بات کے کہ اللہ خوشبودار
 بدبو کے اچھا برا جاننے سے منترہ ہے اس واسطے کہ یہ حیوان کے صفات میں سے ہے اور
 بھی اللہ ہر شے کو واقع کے مطابق جانتا ہے اور روزہ دار کے منہ سے جو بواؤ آتی ہے یہ
 فی الواقع اس دنیا میں خوشگوار چیز نہیں ہے اسلئے کہ معدہ کی تہخیر سے پیدا ہوتی ہے اس حدیث
 کے معنی کیا ہیں یعنی جنوں نے کہا کہ مجازاً اطیب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور یہ کناہ ہے
 قریب ہونے سے کہ قاعدہ ہے خوشبودار چیز کو قریب رکھتے ہیں اور بدبودار چیز کو دور تو
 معنی یہ ہوئے مشک سے زیادہ اللہ کے نزدیک یہ قریب ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ منہ کی بدبو

سے چونکہ روزہ دار کو تکلیف ہوتی ہے اسکے عوض میں اللہ تعالیٰ اسکو یہ بدلہ دے گا کہ قیامت کے دن اسکو کئی گنا خوشبو مشک سے زیادہ ہو جائیگی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ قیامت میں ہر عبادت کے لئے ایک جدا گانہ شکل ہوگی رات کو تاریکی میں نماز پڑھے قیامت میں وہ ایک چراغ روشن ہو جائے شہید کا خون جو خدا کی راہ میں گرایا جائے یہاں اوسمیں خوشبو نہیں قیامت میں تر عطران کی خوشبو ہوگی۔ روزہ دار کے منہ سے گو میان بو آتی ہے مگر قیامت میں مشک سے زیادہ خوشبو ہوگی چنانچہ اسی حدیث کے دوسرے لفظ میں **يَوْمَ الْقِيَامَةِ** کا لفظ بھی آگیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے یہی بومراد ہے جو روزہ دار کے منہ سے آتی ہے اللہ کو اس سبب سے پسند ہے کہ اوسکے عبادت کی نشانی ہے یعنی روزہ جو عبادت ہے اسکی وجہ سے پیدا ہوئی ہے عجب کہ سلطان بہ پسند نہ ہرست جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ حاجیوں کی اوس حالت کو پسند کرتا ہے کہ پریشان بال عبا آلود ہوں اسلیئے کہ یہ اسکی عبادت کی دھن میں اس حالت کو پہنچے **و** داغ غلامیت کمر دیا نہ خیر بلند میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید۔ روزہ دار کے جنت میں داخل ہونے کو خاص ایک دروازہ ہے کہ اونکے سوا کوئی اودھر سے جنت میں نہ جائیگا۔ حدیث سہیل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جسکو ریان کہتے ہیں اوسمیں روزہ دار کے سوا کوئی نہ جائے گا۔ اونکے داخل ہونیکے بعد وہ دروازہ بند کر دیا جائیگا۔ ریان کے معنی سیراب کرنے والے یعنی پیاس کے بجھانے والے کے ہیں جو اوسمیں داخل ہوا سیراب ہو گیا پیاس نہ رہی۔ پیاس سے مختلف مذاق کے ہوتے ہیں جو پانی کے لب تشنہ ہیں اونکے لئے آپ کو تر لدر مارا نہا ہے اور جو جمال بالحال حق کے پیاس سے ہیں اونکے لئے شربت دیدار ہے **و** حورون کی طرف لاکھ ہوزا ہر کی توجہ نہ کھل جائیگی آنکھیں

جو کہیں تو نظر آیا یہ فضیلت خاص درے کے لئے ہے کسی دعبادت کے لئے یہ بات
 حاصل نہیں کہ اوسکے لئے کوئی خاص دروازہ ہو کہ سب از انکے جو وہ عبادت کرتے ہوں اور کوئی
 اور میں داخل ہوا اور انکے داخل ہونیکے بعد دروازہ بند ہو جاوے یہ بھی روزہ کی ہمیشگی کی شان
 ہے۔ رحمتی کے معنی سیراب ہونیکے ہیں جو چیز سیراب ہو گئی زمین ہو یا غیر زمین پھر پانی کو قبول
 نہیں کرتی۔ یہ کمال کی شان ہے جو چیز کمال ہو گئی پھر اوسپر زیادتی متصور نہیں فَمَا ذَا
 بَعْدَ الْحَوْثِ إِلَّا الضَّلَالُ۔ روزہ ایسی چیز ہے کہ زمین بھر کے سونا بھی اوسکے
 ثواب کی برابری نہیں کر سکتا۔ حدیث۔ ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ
 جو شخص ایک نفل کا روزہ اللہ کے واسطے رکھے اگر زمین بھر سونا اوسکو دیا جائے تو بھی روزہ
 کے ثواب کے برابر نہیں ہوگا روایت کیا اس کو ابو علی اوز بہیقی نے۔ سہر یہ ہے کہ
 سونا متاع دنیا میں ہے اور ثواب آخرت کی نعمتوں میں سے دنیا فانی اور آخرت باقی ہے فانی
 گو کیسی ہی بڑی چیز ہو مگر باقی کی برابری نہیں کر سکتی۔ روزہ دوزخ سے بچانے کے لئے
 سپر نور قلعہ ہے۔ حدیث۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے حضرت نے فرمایا روزہ سپر ہے
 اور ایک مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے بچانے کے لئے۔ روزہ قیامت میں روزہ دار کی شفاعت
 کریگا۔ حدیث۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ روزہ اور قرآن قیامت
 میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں شفاعت کریں گے روزہ کہیگا خداوندائیں نے اسکو کھانے اور خواہش
 کی چیزوں سے روکا اسکے حق میں شفاعت میری قبول ہو اور قرآن عرض کریگا میں نے اسکو اتوں
 کے سونے سے باز رکھا میری شفاعت اسکے حق میں قبول فرما ان دونوں کی شفاعت قبول
 کیجا ایسی روایت کیا اسکو احمد اور طبرانی نے اس میں ترغیب ہے روزہ رکھنے کی اور اتوں کو
 تلاوت کرنے کی جیسا مسلمانوں کو تراویح میں حاصل ہوتا ہے۔ روزہ دار مستجاب اجر ہے

حدیث۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا تین شخصوں کی دعا رد نہیں
 ہوتی روزہ دار جب افطار کرتا ہے اور حاکم انصاف والا اور مظلوم اٹکی دعائیں بدلی کے
 اوپر اڑھالی جاتی ہیں اور دروازے آسمان کے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ فرماتا ہے
 قسم ہے مجھ اپنی عزت و جلال کی کہ میں تیری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑے زمانہ کے بعد ہو
 حدیث عبداللہ بن علیہ کہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا روزہ دار کی افطار کے وقت
 ایک دعا رد نہیں کیجاتی فطر کے معنی ہیں بھارنے اور شق کرنے کے دن بھر روزے کی وجہ
 سے آنتوں کا منہ بند رہتا ہے روزہ کھولتے وقت جو غذا پہنچتی ہے پہلے اسی سے آنتوں کا
 منہ کھلتا ہے اسلئے اسکو افطار بولتے ہیں عبداللہ بن علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن
 العاص کو سنا کہ وہ یوں دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحُجَّتِکَ اَلَّتِیْ
 وَبَسَّعْتَ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَخْفِرَ لَیَّ یعنی اے اللہ تیری اوس رحمت کے ذریعہ سے جس میں
 ہر چیز کی سمائی ہے تجھ سے میں سوال کرتا ہوں کہ مجھے تو بخشدے۔ حدیث معاذ بن زہرہؓ
 روایت کرتے ہیں کہ حضرت افطار کے وقت فرماتے اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَحَلَّی رِزْقَکَ
 اَفْطَرْتُ یعنی اے اللہ تیرے ہی لئے میں روزہ رکھا اور تیری ہی دی ہوئی روزی پر افطار
 کیا۔ حدیث ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت افطار کے وقت یوں فرماتے ذَهَبَ الظَّمَأُ وَ
 ابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَبَتَّ الْأَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی یعنی پیاس جاتی رہی اور لگین
 تر ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو بدلہ ثابت ہو گیا۔ اگر کسی دوسرے کے یہاں روزہ
 افطار کرے تو یہ دعا پڑھے اَفْطَرْتُ عِنْدَکُمْ الصَّائِمُوْنَ وَ اَکَلْتُ طَعَامَکُمْ
 اَلَا اَجْرًا وَ صَدَقْتُ عَلَیْکُمْ الْمَلٰئِکَۃُ۔ روزہ دار کو پانچ بزرگی حاصل ہوتی ہیں
 جو دوسرے کو حاصل نہیں ہیں حدیث انسائی اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ روزہ دار

کے لئے پانچ فضیلتیں ہیں۔ اول ایک دعا اور اسکی افطار کے وقت خواہ مخواہ قبول ہوتی ہے۔ دوسرے اسکا چپ رہنا دوسروں کی تسبیح کرنے کے برابر ہے ہر ٹہنی اور کسی تسبیح کرتی ہے۔ تیسرے ہر نیکی کا ثواب دوسروں کی بہ نسبت اور سکوڑنا ملتا ہے چوتھے روزہ کی حالت میں اور کسی دعا قبول ہوتی ہے۔ پانچویں گناہ اور اسکے معاف ہوتے ہیں۔ روزہ ایسی عبادت ہے کہ اسکے فرضاً اور کرہ کے واسطے رمضان کا ایسا بزرگ مہینہ کہ تمام مہینوں سے افضل ہے مقرر کیا گیا یہی رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن اللہ کی کتاب اتار دی گئی۔ ہر اس میں یہ ہے کہ روزہ میں شہوت اور غضب وغیرہ جسمانی بھی قوتیں گھٹ جاتی ہیں روحانی قوتیں بڑھتی ہیں اور رمضان کے مہینے میں بھی روحانیت کا عالم میں ظہور ہوتا ہے قرآن جو روحانی غذا ہے اور تندرست روحانی دنیا حاصل ہوتی ہے اسی مہینہ میں بھیجا گیا۔ ایک رات اسی مہینے میں ہے جسکو شب قدر کہتے ہیں اور رات کو فرشتے اللہ کے اور روح عالم میں نازل ہوتی ہے۔ رمضان بعضے کہتے ہیں کہ اللہ کے ناموں سے ایک نام ہے جسکے معنی صمد یعنی بے نیاز کہ ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ رمضان رمضان سے مشتق ہے رمضان کے معنی جلانے کے ہیں یہ مہینہ بھی ظاہر میں یہی قوتوں کو جلاتا اور باطن میں گناہوں کو محو کر دیتا ہے اسلئے رمضان اس مہینہ کا نام ہوا بعضے کہتے ہیں کہ عرب نے جب مہینوں کا نام رکھا تھا جس فصل میں جو مہینہ واقع ہوا اسکے اعتبار سے نام رکھتے ان دنوں رمضان گرمیوں میں واقع ہوا تھا اسلئے رمضان گرمیوں کا نام مقرر ہوا۔ رمضان کے قمری مہینے سے اعتبار کرنے میں یہ خوبی بھی ہے کہ یہ مہینہ قمری اعتبار سے شمسی اور فصلی مہینوں کی گردش آفتابی اور فصلی کیوجہ سے ہر مہینہ میں واقع ہوتا ہے تو شمسی اور فصلی ہر مہینے اپنے اپنے دور کے اعتبار سے اسکی برکات سے بہرہ یاب ہوتے

رہتے ہیں۔ رمضان کا چاند دیکھو یا اور کسی مہینہ کا چاند تو یہ دعا پڑھے اللہ اکبر
 اللَّهُمَّ أَهْلَهُ عَلَيْنَا يَا لَيْمُنَ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالْمَوْفِقِ
 لِمَا نَحِبُّ وَتَرْضَى رِزْقًا وَرُبَّكَ اللَّهُ هِلَالَ خَيْرٍ وَرَشِيدٍ۔ رمضان وہ مہینہ ہے
 جسکی آمد کا خطبہ حضرت نے سنایا اور اس میں اس مہینے کی فضیلت بیان فرمائی حدیث
 سلمان فارسی کہتے ہیں کہ حضرت نے شعبان کے اخیر دن بمقام اسطور سے خطبہ فرمایا کہ اسے
 لوگو تم پر سایہ ڈالتا ہے ایک بڑی عظمت اور برکت کا مہینہ اس میں ایک رات ہے جو ستر
 مہینے سے بہتر ہے اللہ نے اس کے روزے فرض کیے اور رات کا قیام نفل گردانا جو
 شخص نفل کے طور پر کوئی نیکی اس مہینے میں کرے اور دنوں کے فرض کے برابر ہو اور جو ایک
 فرض ادا کرے اور دنوں کے ستر فرض کے برابر ہو۔ وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے
 ابیہین ایک دوسرے کی خبر لینے کا مہینہ ہے اس مہینے میں مومن کی روزی زیادہ ہوتی ہے۔
 (روزہ باطنی تو یوں زیادہ ہوتی ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ زیادہ ہو جاتا ہے سو نا اور چپ رہنا
 بھی عبادت سمجھا جاتا ہے نیک کاموں کی توفیق زیادہ ہوتی ہے۔ اور روزی ظاہری یوں
 زیادہ ہوتی ہے کہ بھوک کے بعد جو غذا کھائی جاتی ہے معدہ او کو خوب قبول کرتا ہے طبیعت اسکے
 ہضم کی طرف پوری توجہ کرتی ہے قوت ہاضمہ اپنا فعل پورا کرتی ہے احتیاد کو غذا نہایت
 اچھی طرح سے پہنچتی ہے افطار اور سحر کے وقت جو کھا تے ہیں اس کا حساب نہیں ہوگا
 جو کسی روزہ دار کا اس مہینے میں روزہ افطار کرے اسے اس کے گناہوں کی بخشش ہو اور
 دوزخ سے آزادی ہو اور اس کو روزہ افطار کرنے والے کے برابر ثواب ملے بغیر اسکے کہ روزہ
 رکھنے والے کے ثواب میں کچھ کمی کیجیو۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم میں ہر شخص کو اس قدر
 میسر نہیں کہ روزہ دار کا روزہ افطار کر سکے آپ نے فرمایا کہ اگر ہر شخص کو بھی اللہ یہ ثواب دے گا

جو کسی روزہ دار کا روزہ ایک چھوڑے یا ایک گھنٹہ روزہ یا پانی سے افطار کر لے یہ وہ
 مہینہ ہے کہ اُسکے اول میں رحمت ہے اور درمیان میں مغفرت اور اخیر میں دوزخ سے آزادی (یعنی
 عشرہ عام انسان کی تین حالتوں سے مشابہ ہیں۔ ایک لڑکپن۔ دوسری جوانی
 تیسری ضعف اور پیری۔ ابتدائی حالت قابلِ رسم ہوتی ہو اور جوانی کی حالت میں
 گونہ نشین اور نافرمانیان تو لے بہیمیہ کے سبب ان سے ہوتی ہیں مگر کریم کا کریم مقضیٰ عفو و
 مغفرت ہے جب رحمت اور مغفرت ہو چکی تب آزادی کے سوار باہی کیا اسطرح سالک کی
 تین حالتوں کے ساتھ مشابہ ہے۔ سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و سیر من اللہ یا رجوع اور عروج
 اور نزول۔ سیر الی اللہ اور نزول کی حالت ظاہر ہے کہ رحم کے قابل ہے اور سیر فی اللہ اور
 عروج کی حالت میں گوشلیحات اکثر مستغفرین سے صادر ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ادب ہاتھ
 سے جاتا رہتا ہے مگر بے اختیاری کی وجہ سے قابلِ مغفرت ہے۔ سیر من اللہ اور رجوع مقام عبادت
 ہے جسکے مناسب آزادی ہے جو اپنے غلام کے کام کاج میں تخفیف کرے یعنی خدمت کم لے
 اللہ دوزخ سے اوسکو آزاد کرے۔ چار خصالتیں اس میں زیادہ کیا کرو دو خصالتیں وہ ہیں جس سے
 اللہ تم سے خوش ہو اور دو خصالتیں وہ ہیں جسکے بغیر تیر کو چارہ نہیں۔ وہ دو خصالتیں ہیں
 خدا خوش ہو یہ ہیں کہ لا الہ الا اللہ و کی گواہی دیا کرو اور استغفار کیا کرو اور
 وہ دو خصالتیں جسکے بغیر چارہ نہیں یہ ہیں کہ حبت اللہ سے مانگے تیر ہو اور دوزخ سے پناہ
 چاہتے نہ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کسی روزہ دار کا روزہ
 کھلانے طلال کمانی سے رمضان کی ہر اتون میں فرشتے اُسکے لئے دعا کریں اور
 شب قدر کو جبریل اُس سے مصافحہ فرمادیں اور جس سے جبریل مصافحہ کرتے ہیں اُس کا
 دل رقیق ہو جاتا ہے اور آنکھ سے اُسکے آنسو زیادہ نکلتے ہیں رمضان ہی وہ مہینہ ہے

جہنم جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ حدیث ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے سب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین بنجر و سن جگر بند کر دیئے جاتے ہیں روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔ اس میں یہ ہے کہ کسی گھر کے دروازے وہ کھلاتے ہیں جبکہ ذریعہ سے اس گھر میں جاتین جنت میں جانے کے ذرائع یہی ہماری نیکیاں ہیں اور ظاہر ہے کہ اس سینے میں لوگ نیکیاں زیادہ کرتے ہیں اسوجہ سے کہ گناہ کرنے کا ذریعہ اکثر قوت بہیمہ کا ہیجان اور شہوت اور غضب غلبہ ہوتا ہے اور وہ روزے کے سبب کم ہوجاتی ہے اور یہی وجہ ہے دوزخ کے دروازے بند ہونے کی اسلئے کہ دوزخ کے دروازے یہی بڑا نیان اور اللہ کی نافرمانیاں ہیں اور اسکا چشمہ قوت بہیمہ اور شہوت ہے اور وہ روزہ میں ظاہر ہے کہ گھٹی رہتی ہے شیطان کے قید ہونے کی وجہ بھی یہی ہے کہ قوت شہوانیہ اور غضبانیہ یہی ہتیار ہیں شیطان کے غالب آئیے اور جب روزہ میں یہ قوتیں گھٹ گئیں تو گویا ایسا ہوا کہ جیسے کسی دشمن کے ہتیار چھین لیے یا توڑ ڈالے تو وہ کیا کر سکتا ہے دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ شیطان شوق ہے شطن سے جسکے معنی دوری کے ہیں شیطان حق سے دور ہے روزہ دار روزہ کیوجہ سے حق سے قریب ہوجاتا ہے اسواسطے کہ متعلق باخلاق اللہ ہوتا ہے اور جب قدر حق سے قریب کا دشمنان حق اس سے دور ہوجائینگے۔ یہ سچ کنبجے بنے دو بے و اہم نیست نہ ہر نخل گاہ حق آرام نیست در رمضان ہی وہ مہینہ ہے جسکے واسطے سال بھر جنت آراستہ کیجاتی ہے۔ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت نے فرمایا جنت

سال بھر آراستہ کیجاتی ہے سال آمیزہ کے رمضان کے لیے جب پہلا دن اس مہینہ کا ہوتا ہے تو ایک ہوا عرش کے تلے سے چلتی ہے اور جنت کے درختوں کو ہلاتی ہے حورین کستی ہیں کہ خداوند اپنے بندوں کو ہمارا زوج کر دے کہ ہماری آنکھیں اونسے ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے۔ رمضان ہی وہ مہینہ ہے کہ جو اسمین بننا گیا وہ سخت بے نصیب ہے۔ حدیث کعب بن عجرہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے لوگوں کو حکم دیا کہ منبر کے قریب آجاؤ جب لوگ پاس آگئے تو آپ پہلے درجہ پر منبر کے چڑھ گئے اور آئین فرمایا پھر دوسرے درجہ پر چڑھے اور آئین فرمایا پھر تیسرے درجہ پر چڑھے اور آئین فرمایا جب اترے تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے آپ سے کبھی ایسی بات نہ سنی تھی جو آج سنی آپ نے فرمایا کہ جب میں پہلے درجہ پر گیا میرا تلے مجھ سے عرض کیا اللہ کی رحمت سے دور ہو جسے رمضان پایا اور اسمین بننا نیکیا میں نے کہا آمین جب دوسرے درجہ پر گیا تو جبریل نے کہا کہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جسکے سامنے آپکا ذکر ہوا اور آپ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین جب تیسرے درجہ پر چڑھا جبریل نے کہا اللہ کی رحمت سے دور ہو جسے اپنے بڑے مان باپ کو یا ایک کو اونہیں سے پایا اور اونہوں نے اسکو جنت میں داخل نکرایا میں نے کہا آمین روایت کیا اسکو حاکم نے رمضان ہی وہ مہینہ ہے کہ جس میں روزہ رکھنے سے اگلے اور پچھلے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ حدیث ابی ہریرہ سے روایت ہے فرمایا حضرت نے کہ جو رمضان کا روزہ رکھے اعتقاد اور ثواب کی نیت سے اوسکے پچھلے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے۔ رمضان ہی وہ مہینہ ہے کہ جس میں ایک رات ہے جسکو لیلۃ القدر کہتے ہیں یہ رات ہزار مہینے سے بڑھ کر ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ یعنی شب قدر ہزار مہینے سے بڑھ کر ہے اگر ہزار مہینے کے برابر ہوتی تو کیا کم تھی بیان ارشاد

ہوتا ہے کہ ہزار مہینے سے بڑھ کر ہے اور یہ بھی مطلق ہے خدا جانے کس قدر بڑھ کر ہو تو تنزل
 الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ يَعْنِي فرشتے اور روح اللہ کے حکم سے
 اس رات میں اترتے ہیں روح بعضے کہتے ہیں کہ جب سہیل کا نام ہے اور بعضے کہتے
 ہیں کہ دوسرے فرشتے ہیں کہ اس رات کے سوا کبھی وہ ظاہر نہیں ہوتے سلام ٹھہری
 نحتے مطلع الفجر صحیح و سالم ہے وہ رات طلوع فجر تک لیالیۃ القدر کو قدر اسوا
 کہتے ہیں کہ قدر بمعنی عزت ہے اور یہ رات بھی ذی عزت ہے اسلئے لیالیۃ القدر کہلاتی بعضے
 کہتے ہیں کہ قدر بمعنی تقدیر کے ہے اور اس رات کو سال بھر کی موت و حیات اور دیگر امور جو
 ہونا ہیں اللہ کے یہاں سے مقرر ہو جاتے ہیں اسلئے اسکو قدر کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ
 قدر بمعنی تنگی کے ہے اور اس رات کو آسمان سے فرشتے اس قدر اترتے ہیں کہ زمین اور پھر تنگی
 کرتی ہے کذا فی فتح الباری اس رات کو جبریل فرشتہ تنگی جماعت کے ساتھ زمین پر آتے
 ہیں۔ حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ شب قدر کو
 جبریل اللہ کے حکم سے فرشتہ تنگی ایک جماعت کے ساتھ زمین پر آتے ہیں اور ان کے ساتھ ہنر
 جھنڈا ہوتا ہے اسکو کعبہ کی چھت پر گاڑ دیتے ہیں جبریل کے تنو پر ہیں اور ان سے دو پر ہیں
 کہ شب قدر کے سوا اور کبھی نہیں پھیلاتے وہ مشرق سے مغرب تک گھیر لیتے ہیں صبح
 کے وقت جبریل فرشتوں سے کہتے ہیں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَظِیْمِ یعنی چلو فرشتے کہتے ہیں
 کہ اے جبریل اللہ نے امت محمدیہ صلعم کی حاجتوں کے بارہ میں کیا معاملہ کیا جبریل کہتے
 ہیں کہ اللہ نے ان کی طرف آج نظر رحمت سے دیکھ لیا اور ان کے گناہ بخش دیے اور چار گروہ کے
 سوا سب کی مغفرت کر دی لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ چار کون ہیں آپ نے فرمایا ایک
 شہاب پینے والا۔ دوسرے نافوان مان باپ کا۔ تیسرے ناسے وارو سے نانا کاٹنے والا

چوتھے کسی مسلمان سے بوجہ دنیا کے دلچسپ کینہ لکھنے والا یہ وہ رات ہے کہ جس میں
 عبادت کرنا پچھلے سارے گناہوں کو بخشواتا ہے حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
 روایت ہے حضرت نے فرمایا جو شب قدر کو قیام کرے یعنی عبادت کرے اعتقاد کی راہ سے اور
 ثواب کی نیت سے پچھلے سارے گناہ اور سکے بخشے جاتے ہیں روایت کیا اسکو بخاری نے
 یہ رات باجوہ ایسی فضیلت کے بتائی نہیں گئی کہ کون سی رات ہے اسی بنا پر صحابہ کی کئی اور
 اور علما کی بھی رائیں مختلف ہو گئیں بعضوں نے کہا کہ سال بھر میں ایک رات ہے بعضوں نے
 کہا رمضان بھر میں ایک رات ہے بعضوں نے کہا کہ اول میں اور بعضوں نے کہا اخیر
 عشرہ میں بعضے قائل ہوئے کہ ہر سال بدلتی رہتی ہے کسی سال کسی تاریخ میں کسی سال کسی
 تاریخ میں فتح الباری میں ۴۶ قول نقل کیے ہیں اول سب قولوں میں اس قول کو ترجیح دی
 ہے کہ اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی رات میں ہوتی ہے اور ہر سال بدلتی رہتی ہے
 جمہور کے نزدیک زیادہ امید ستائیسویں رات کی ہے۔ حدیث صحیح بخاری میں ہے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا کہ حضرت نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں
 میں ڈھونڈو فتح الباری میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے صحابہ کو جمع کر کے لیلۃ القدر کا حال
 پوچھا اونہوں نے بالاتفاق کہا کہ اخیر عشرہ میں ہے ابن عباس سے جو پوچھا تو اونہوں
 نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کون رات ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کونسی رات ہے اونہوں
 نے کہا کہ اخیر عشرہ کی سات راتیں گذر گئیں ہوں یا سات راتیں باقی ہوں یعنی تیس یا
 ستائیس حضرت عمرؓ نے کہا تم نے کہا کہ ان سے جانا اونہوں نے کہا کہ اللہ نے سات
 آسمان پیدا کیے اور سات زمین اور سات دن اور طواف اور رمی حجاز وغیرہ سات سات
 مقرر کئے حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے اول سے فرمایا کہ تم ایسی بات سمجھے کہ ہم نہ سمجھے سہتھے

بخاری میں ہے کہ عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ حضرت شب قدر ہکو بتانے کے لیے نکلے تھے دو مسلمان لڑتے تھے آپ نے فرمایا کہ میں شب قدر بتانے کے لیے نکلا تھا فلاں اور فلاں لڑنے لگے اور کاعلم مجھ سے دور کر دیا گیا اور اسی میں بھلائی ہے۔ بھلائی یہ ہے کہ شب قدر اگر بتا دیجاتی تو لوگ ایک ہی رات کی عبادت پر بھروسہ کر لیتے اور راتوں کی عبادت سے محروم رہتے اب تو شب قدر کی تمنائیں سال کی یا رمضان کی یا اخیر عشرہ کی تمام راتوں میں ریاضت اور عبادت کرتے ہیں اور اس کا ثواب پاتے ہیں **اَلْاَشْجَرُ بِقَدْرِ اَلْمَشَقَّةِ** دوسرے اگر وہ رات مستعین ہوتی تو ایک ہی رات کی عبادت کر لینے سے اطمینان ہو جاتا کہ ہم نے شب قدر پائی اور اعمالِ بخیر خود بینی کا تھا اور اب تو کھٹکے میں پڑے ہیں کہ واللہ اعلم علیٰ ہر نبی حضرت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ شب قدر کجا اگر یہ لگے تو کیا دعا مانگیں آپ نے فرمایا **اَللّٰهُمَّ لَكَ عَفُوٌّ وَرَحْمَةٌ لَّخَبْرٌ الْعَفْوُ قَاعَتْ عَنَا** یعنی اے اللہ تو بڑا بخشنے والا ہے اور بخشنے کو دوست رکھتا ہے اسلئے تو ہمیں بخشدے رہتا کیا کوئی تو نہی اور ابن ماجہ نے **رمضان** وہ مہینہ ہے کہ اسکے ایک روزہ کی برابری تمام ماہ کا روزہ نہیں کر سکتا۔ حدیث ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن رمضان کا بغیر اجازت اور بغیر مرض کے روزہ رکھے تو کل زمانہ بھر اگر روزہ رکھے ڈالے تو اس کی قضا نہیں کر سکتا یعنی قضا یا کفارہ سے گو معصیت اس کے ذمہ سے اوڑ گئی مگر وہ ثواب جو رمضان کے روزہ میں ملتا نہیں مل سکتا۔ حدیث ابو مسعود غفاری کہتے ہیں کہ حضرت کو میں نے سنا ایک دن فرماتے تھے کہ اگر نبی جان لیں کہ رمضان کیا ہے تو میری امت اُڑز و کرے کہ سال بھر رمضان رہے۔ روزہ خصوصاً رمضان کا روزہ بڑی نعمت عظمیٰ ہے جسکو اس کے ادا کرنے کی توفیق ملی اور اسکے حال پر

اللہ کی بڑی عنایت ہوئی اسلئے اوسکی حفاظت کے لئے بڑی کوشش کرنا چاہیے کہ ثواب کم ہونے پائے اوسکے سنت و مستحبات پورے پورے طور سے ادا ہوں مثلاً منجنو سنوٹکے روزہ کے لئے ایک سحر کا کھانا ہے اور سحر کھانے میں تاخیر کرنا بھی سنت ہے۔ **حدیث عبد اللہ بن عمر** بن العاص سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سحر کھاؤ اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہو **حدیث ابی سعید خدری** سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سحر کھانا سرسبز برکت ہے اسکو چھوڑو نہیں اگرچہ ایک گھونٹ پانی پی لو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے دعا کرتے ہیں سحر کھانے والوں کے واسطے۔ **حدیث حضرت عبداللہ بن عمار** سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت کے صحابہ میں سے حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے آپ سحری کھا رہے تھے اپنے فرمایا کہ یہ برکت اللہ نے تمکو دی ہے اسکو چھوڑو نہیں روایت کیا اسکو سنائی نے **حدیث حضرت عبداللہ بن عباس** فرماتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ دن کے روزہ رکھنے کے لئے سحر کھانے سے دو اور رات کے قیام پر دن کے سونے سے بخاری و مسلم و ترمذی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سحر کھایا کرو اسلئے کہ سحر کھانے میں برکت ہے۔ **حدیث ثابت بن زید** سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بہترین سحر تمر ہے اور اللہ رحم فرمائے سحر کھائیو ابوہریرہ سنن ابی داؤد میں عریاض بن ساریہ سے روایت ہے اوہنوں نے کہا کہ مجھے حضرت نے سحر کھانے کے لئے رمضان میں بلایا اور فرمایا **هَلَاكَ رَأَى غَدَاً الْمُبَارَكِ**۔ اور برکت الی غذا کے لئے۔ سحر راخوذ ہے سحر کے وقت کچھ کچھ لطیف اور ضعیف روشنی دن کی شمع ہوئی ہے اور رات کا اندھیرا رہتا ہے تو اسوقت تاریکی اور روشنی سے ملکر ایک حالت ہوتی ہے تو غذا گوون کے کھانے کو کہتے ہیں مگر سحر کو حضرت نے دن کی تغلیب کے لحاظ سے خلا فرمایا ہو گا یا اس لحاظ سے کہ سحر کا کھانا صبح کی غذا کے قائم مقام ہوتا ہے اسلئے غذا ابرار

فرمایا۔ افطار میں بھی تغلیب کا لحاظ ہے۔ فطور تو اصل میں صبح کے ناشتہ کرنے کو کہتے ہیں شام کے وقت بھی دن اور رات دونوں کا لگاؤ ہوتا ہے تو دن کے تغلیب کے لحاظ سے اور رات کی غذا کو فطور کے لفظ سے تعبیر کیا۔ سحر یا خیر شب کے کھانے کو کہتے ہیں اس واسطے سحر کھانے میں تاخیر کرنا سنت ہے۔ اول شب یا وسط شب میں جو کھا یا چاڑھے سحر میں دسکا شمار نہیں سمٹتا اور انہو کی سحر کھانے کو اپنے مبارک سوا سے فرمایا کہ برکت کے معنی زیادتی کے ہیں اور سحر کھانے میں بہ نسبت اور کھانوں کے جوہر زیادتی پائی جاتی ہے۔ اول نفل اہل کتاب کی کہ وہ رات کو سونے کے بعد کھانا روزہ میں منع جانتے تھے یہ خاص ایک نعمت ہے جو اللہ نے امت محمدیہ دی۔ دوسرے اس کھانے کا حساب نہیں ہوتا اس لیے سحر کھانے والے کے لیے حضرت دعایِ حرمت فرمائی۔ چوتھے فرشتے سحر کھانے والوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ پانچویں سحر کھانا ایک ایسی عبادت کے لئے معین ہے جو بمثل ہے یعنی روزہ یہ فضیلت اور کھانوں کو کمان حاصل ہے۔ اخیر شب میں سحر کھانے میں مصلحتیں ہیں حضرت حکیم تھے اس لئے امت کی آسانی کے لئے اپنے سحر کھانا سنت فرمایا تاکہ روزہ کھنے میں ہر شخص کو آسانی ہو اور وہ میں جس قدر تعویذی تاکید فرمائی اور کسی کھانے میں ایسا اہتمام نہیں فرمایا خود سحر کھانی دوسروں کو کھانا حکم دیا ترک کی ممانعت کی کھانے کے لئے دوسروں کو بلا یا ثواب کی امید دلا کر ترغیب دی اور فرمایا کہ یہ سحر کھانا محض امت محمدیہ کے لئے خاص ہے یعنی یا تو اور امتوں کے لئے نہ تھا یا تھا مگر انھوں نے اپنی رائے کے موافق بل ڈالا۔ یا خاص ہونے کے یہ معنی ہیں کہ سحر میں تاخیر کرنا اور سحر کھانے میں ثواب کا حاصل ہونا اصل امت کے لئے خاص ہے۔ اگر اول شب میں یا وسط شب میں سحر کھانا منسوب کیا جاتا تو اول اکثر دن پر شفقت زیادہ ہوتی کہ نیند غالب رہتی اور ٹھنڈے سکتے اور نیند کی حالت میں کھاتے تو اچھی طرح کھا بھی نہ سکتے اگر کوشش کر کے اٹھتے بھی تو احتمال تھا کہ کچھ

سو جاتے نماز فجر کی فوت ہو جاتی۔ دوسرے اول شب یا وسط شب میں کھالینے سے پہلے
غذا و افطار کے وقت کما کی تھی اگر ہضم ہوئی اور پھر کما کی تو حلال و حرام کا ہے اور اگر ہضم نہ ہوئے
کے بعد کھائے تو یہ غذا صبح تک ہضم ہو جائیگی اور صبح سے بھوک موجود ہوگی سحر کھانے کا
فائدہ پورا پورا انہو کا خصوصاً صغیر و بزرگ کو کم از کم زیادہ دیر تک بھوکا رہنا یا رکا دیا کرتا ہے
ان مصلحتوں سے سحر کھانا آخر شب میں سنت کیا گیا کہ غنیمت پوری کر کے اٹھئے کھانا بھی اطمینان
سے کھائیے غذا کا اثر بھی دیر تک رہے بھوک کی تکلیف دن کو منہ نماز فجر اور تہجد پڑھنے کا
موقع باسانی ہوتا ہے۔ اخیر شب میں رحمت کا نزول ہوتا ہے اور اس کی برکات سے استفادہ
ہو جائے غذا ہضم ہو تو اللہ کی طاعت و عبادت کے حالت میں نہ خواب غفلت میں جیضہ
کے فعل ہزاروں مصلحتوں پر مبنی ہوتے ہیں بخاری میں ہے کہ حضرت سحر کھانے میں
اور فجر کی اذان میں اس قدر فرق ہوتا تھا کہ بچاس آیت پڑھی جاسکے (یہ اس وجہ سے ہوا کہ
کہ سحر اخیر وقت میں تناول فرماتے ہوں اور فجر بہت اول وقت اور آیتیں تریل سے
پڑھی جاتی ہوں گی لیکن ہر شخص کو وقت کی پہچان ایسی نہیں ہوتی لہذا خوب تامل اور غور کرے
اور قریب قریب طلوع فجر کے سحر کھائے جب تک رات کا یقین ہو نہ چکے اور سنتوں کے
افطار کرنے میں جلدی کرنا ہے۔ آفتاب غروب ہو جائیگا جب یقین ہو غور گزارو کہ کھولہ اسے
ستارہ نکلنے یا تاریکی پھیلنے کا انتظار کرے۔ حدیث سہل بن سعد سے روایت ہے
کہ حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ بھلائی پر رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے روایت کیا
بخاری و مسلم و ترمذی نے۔ حدیث اور ابن ماجہ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت
نے فرمایا کہ میری امت میرے طریقہ پر اس وقت تک رہیگی جب تک افطار کر لینے کے لئے
ستارہ کی انتظار کرے روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک میں۔ حدیث ابی ہریرہ

سے روایت ہے کہ فرمایا حضرتؑ نے اللہ عزوجل ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں زیادہ دوست مجھے وہ بندے ہیں جو زیادہ جلدی کرتے ہیں افطار کرتے ہیں۔ حدیث اور اعلیٰ بن مرہ کہتے ہیں کہ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ اللہ انکو دوست رکھتا ہے افطار میں جلدی کرنا اور سحر کھانا پینا دیر کرنا اور ایک ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر کھانا غار میں۔ حدیث ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار کرتے ہیں جلدی کرینگے روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے۔ حدیث سلمان بن عامر سے روایت ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ تم میں سے جو افطار کرے تو چھوڑے پر افطار کرے چھوڑا نہ ملے تو پانی بہتر ہے۔ حدیث حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرتؑ مغرب کی نماز پڑھنے سے پیشتر چند خرمائے تازہ سے افطار کرتے تھے اگر تازہ خرمائے نہ تو خشک چھوڑے سے۔ خرمائی تحفہ صلا سوا سٹے ہے کہ مٹھاس طبعیت انسانی کے بہت موافق ہے مدہ او سکو خوب قبول کرتا ہے اور خرمائے بہتر عرب میں نفیس شیرینی یا سانی ہر شخص کو میسر نہیں ہو سکتی تھی اور درخت خرما کو حضرتؑ نے انسان سے مشابہت دیا ہے اسوجہ سے او سکو انسان کے ساتھ مناسبت پائی جاتی ہے خرمائے تازہ کو ترجیح اسوجہ سے ہے کہ او میں طوبت زیادہ ہوتی ہے اور روزہ کی خشکی اوس سے دفع ہو سکتی ہے اور خرمائے تازہ ابھی قریب قریب اوس عالم سے اس عالم میں آکا ہوا ہوتا ہے ایک ترقی منہ برتر ہاتھ حضرتؑ نے سکو میٹھ کے بانی میں ترک کر لیا لوگوں نے سبب پوچھا آپؐ نے فرمایا کہ یہ قریب اللہ ہے اللہ سے حضرتؑ کے زمانہ سے سلف صالحین تک روزہ کا افطار کرنا محض فلک اطمینان پر ہوتا تھا کہ جب آفتاب غروب ہونیکا اطمینان ہوا افطار کر ڈالے نہ یہ تو ایسا دگھڑیاں تھیں نہ طلوع غروب کی جنتریان بلکہ سلف صالحین کی پیروی لازم ہے

نہ شب نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم جو غلام آفتاب ہم ہمہ اوقات گویم
 افطاریں تعجیل کرنیکی حدیثوں میں تاکید آئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اولاً بمقتضای حدیث
 یہ ہے کہ عید پر جس صفت کا ظہور ہوا ہو اسکے احکام کے جاری کرنا نہیں نہ فتور ہو نہ قصور ہو جب
 صائم کے اسم کا ظہور تھا کھانے اور پینے اور شہوات سے رکنافور تھا جب آفتاب غروب
 ہوا تو لازم ہے کہ بلا تاخیر فاطر یعنی افطار کرنیوالے کے حکم کو جاری کرے۔ دوسری نعمت افطار
 میں اہل کتاب کی مخالفت ہے اور فرق باطلہ میں ہے ردافض کی۔ اور مقام عیدیت اور محبت رب
 کو چاہتا ہے کہ مالک کے مخالفوں کی چال نہ چلے دوست کے دشمنوں کا چلن نہ اختیار کرے۔
 بعضے جلد افطار کرنیوالوں کو طعناً کر لیں کہتے ہیں یہ اونچی خوبی فہم ہے۔ حریص سی تارک سنت تو
 نہیں روزہ تو ٹکروہ نہیں کرتے اہل کتاب اور ردافض کے مشابہ تو نہیں ہوتے۔
 گر طمع خواہد از من سلطان دین و خاک برفرق قناعت بعد ازین و تیسرے نماز مغرب کو
 حضرت نے وتر النہار فرمایا ہے یعنی جیسے صلوٰۃ و ترات کے واجب نماز ونکی اخیر نماز ہے
 ویسا ہی نماز مغرب دن کے ردافض میں سب سے اخیر نماز ہے تاخیر افطاریں احتمال ہے کہ آ
 ہو جائے تو نماز مغرب کا دن کے نماز میں شامل ہونا جاتا ہے اور اگر افطار بعد نماز کے ہو تو
 خلاف سنت ہے۔ صحیح بخاری اور دوسری صحاح کی کتابوں میں ہے کہ حضرت کچھ قلیل خیر سے
 مثل پانی یا کھجور کے افطار کر لیتے اور کھانا جو میسر ہوتا نماز مغرب کے بعد تناول فرماتے قبل نماز
 کے افطار کر لینے میں مصلحت یہ تھی کہ افطاریں تاخیر نہوار کھانا بعد نماز کے تناول فرمایا نہیں
 یہ مصلحت تھی کہ نماز مغرب میں دیر نہ ہو دوسرے کھانا حق نفس ہے اور نماز حق اللہ حضرت
 حق اللہ کو حق نفس پر ہمیشہ تقدم رکھتے۔ روزہ میں ایسی چیزوں سے پرہیز کرے جس سے ثواب
 میں کمی ہو یا روزہ فاسد ہو کہ محض قضا یا کفارہ اور قضا و نون لازم آوے مثلاً فنون بچے

غیبت کرے اور کسی سے لڑے جگرے نہیں۔ حدیث حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس شخص نے جھوٹ بولنا اور فضول گوئی نہ چھوڑا اللہ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہے۔ حدیث اور بھی اونہیں سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بہت سے روزہ دار ہیں کہ انکو روزہ کا کچھ نتیجہ بھوک کے سوا حاصل نہیں اور بہت سے جاگنے والے ہیں کہ انکو رات کے جاگنے میں سحر جاگنے کے کچھ نتیجہ نہیں۔ حدیث عبید بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ دو عورتوں نے حضرت کے زمانہ میں روزہ رکھا کسی نے حضرت سے کہا کہ دو عورتیں روزہ دار ہیں کہ پیاس سے تڑپ رہا کہ پوچھ گئی ہیں اپنے منہ پھر لیا پھر اسے عرض کیا آپ نے کچھ چوب دیا پھر اسے عرض کیا آپ نے دیکھ دیا اور ایک قح منگا کر حکم دیا کہ تے کریں تے جو کی تو او میں خون اور پیپ اور گوشت کے ٹھوڑے ٹکڑے آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں حلال چیز سے تو روزہ رکھتیں اور حرام سے افطار کرتیں دونوں بیٹھ کر پسین لوگوں کے گوشت کھاتیں یعنی غیبت کرتیں لوگوں کی برائیاں انکے پیٹھ پیچھے بیان کرتیں روایت کیا اسکو احمد نے اسید واسطے حضرت صفویہؓ نے لکھا ہے کہ روزہ تین طور کا ہوتا ہے۔ ایک عوام کا کہ کھانے اور پینے اور صحبت کے سوا غیبت کذب کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتے نہ آنکھ کا روزہ ہے نہ کان کا نہ ماتھ پر کا۔ دوسرے خواص کا روزہ ہے کہ وہ جس طرح کھاتے اور پیتے اور جماع کے ترک کر لیں روزہ رکھتے ہیں۔ ہی زبان کان آنکھ تمام اعضا سے روزہ رکھتے ہیں یعنی کسی عضو سے حکم الہی کے خلاف کوئی کام نہیں لیتے۔ تیسرے خاص خواص کا روزہ ہے کہ وہ سارے اعضا کا تو روزہ رکھتے ہی ہیں دل میں ماسوی اللہ کا خیال بھی نہیں آنے دیتے۔ حضرت مولاناؒ فرماتے ہیں بہت روزہ ظاہر اساک طعام روزہ معنی توبہ دان تمام

این دہان بندد کہ چرنے کم خورد وان بہ بند چشم و خیر نے نگر د
 باش در روزہ شکیبا و صبر و بمدم قوت خدا منتظر
 این نماز و روزہ و حج و جہاد ہم گواہی دادن سنت از اعتقاد
 ظاہر ہے کہ جب روزہ میں حلال و مباح چیزوں کی ممانعت ہو تو غیبت و کذب وغیرہ بطریق
 اولی ممنوع ہونگے ورنہ ایسا ہوگا کہ غذائے حلال سے تو ممانعت ہو اور غلیظ کھانہ کی اجازت ہو
 یہ روزہ نفس پر مشوا ہو مگر اللہ کا عذاب حق سے دوری اوس سے زیادہ درد انگیز ہے
 گر جہاد و صوم سخت است و دشمن لیک این بہتر ز بخت و دشمن
 لاشک این ترک ہو آملنی وہ ست لیک از تلخی بصدق بہ است
 اے کہ صبر نیست از دنیاے دون صبر چون داری ز رفعم المکاھدون
 اے کہ صبر نیست از ناز و غصم صبر چون داری ز اللہ کریم
 اے کہ صبر نیست از پاک و پلید صبر چون داری از ان کتافرید
 عبادت جسمانی ایک عام ہے و دوسری خاص۔ عام سے مراد یہاں اوس قسم کی عبادت
 ہے جسکے بجالانے پر کسی عضو کا دوسری طرف متوجہ کرنا جو اوس عبادت سے علیحدہ ہو و درست
 نہیں جس طرح نماز ہے۔ خاص وہ ہے جسکی تکلیف بالخصوص ایک ایک عضو کو دی گئی ہو
 اور اوں احکام مخصوصہ کا تعلق خاص اوسی عضو کے ساتھ ہو جو اعضا کے خاص خاص شرعی تکلیفوں
 کے ساتھ مخصوص ہیں جس انسان میں اٹکھ ہیں۔ آنکھ۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پانوں
 بطن۔ فرج۔ دل۔ ہر ایک عضو کے لیے خاص خاص امراض خاص منی ہے اوسی پر اوسکی بھلائی
 اور برائی کا دار مدار ہے۔ بعض افعال ایسے ہیں جسکے کرنے پر مدح اور نکرے پر مذم عائد ہو
 جس طرح نماز وغیرہ اور بعضے وہ ہیں کہ جسکے کرنے پر مذم و ترک کرنے پر مدح مثلاً محرمات شربہ

بعضہ وہ ہیں کہ جنکے کرنے پر مریخ تو ہوا دھڑک کرنے پر ذمہ عائد ہو جیسے مستحبات۔ بعضے وہ ہیں کہ جنکے کرنے نہ کرنے پر شرعاً مریخ و ذمہ مرتب نہیں جس طرح مباحات۔ ہر ایک فعل جو ان اعضا سے صادر ہوتے ہیں انھیں اقسام میں سے کسی میں داخل ہونگے۔ اسلئے جس شخص کو اپنے دین کی نگاہداشت مد نظر ہے ان اعضا کے آفات اور برے نتائج کا جاننا اس کے لئے ضروری ہے مثلاً زبان ہے اس کی آفتیں غور کرنے سے اشی سے کچھ اور پراپر معلوم ہوتی ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم اور البصیرین میں بیس تک شمار کیا ہے اور کما مطلب حصر نہیں۔ انکھ کی آفتیں قریب قریب بیس کے ہیں۔ کان کی آفتیں قریب قریب بیس کے سمجھ میں آتی ہیں بلکہ حتی آفتیں زبان سے علاقہ رکھتی ہیں وہ سننے کے اعتبار سے کان تک پہنچتی ہیں اسلئے کہ جب کان بان سے کھینا منع ہئے اس کا سننا بھی منع ہے۔ ہاتھ کی آفتیں چالیس تک شمار کی گئی ہیں سپٹ کی آفتیں بیس پچیس تک گنی گئی ہیں۔ شمر گاہ کی آفتیں دس بارہ تک گنی گئی ہیں۔ گوشہوت فحش سخت بلا ہے کہ انسان کو عقل سے بے بہرہ آٹھ سے اندھا کان سے بہرہ کر دیتی ہے مگر فی قدواتہ بہ نسبت اور اعضا کے اپنے جذبات میں دوسرے اعضا کی پابند ہے جب تک کہ سے کوئی صورت دیکھی یا باتیں سنیں یا حالات اور اوصاف سن کر علم ہوا یا آٹھ سے بدن کامس اس پر دل میں خطرہ اور وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہیں اس قسم کی خواہش کا بھان ہوتا ہے۔ پھر اگر سپٹ خالی ہو کھوک غالب آوے تو نہ مشہوت ہو نہ خواہش اسی لئے حضرت حکیم امت نے امت کے لئے دھڑہ کا نسخہ تجویز فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ شیطان بنی آدم کے بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے اس کی راسن کو کھوک اور پیاس کے ذریعہ سے بھوک۔ خوابے فرصت دمی اور توفیق سننے نے بہرہ فرمائی

توانشاء اللہ تعالیٰ ان اعضا کے مفتقون اور مضر تون کے بیان میں ایک مستقل رسالہ
 لکھا جائیگا۔ گو امام غزالی وغیرہ کی تصانیف اسکے لیے کافی ہے مگر شاید خدا کی عنایت سے
 تو ایسے مضامین اس میں نظر آئیں کہ دوسری جگہ کم نہیں خواص کا روزہ نہیں ہو سکتا جبکہ
 ان اعضا کو تمام ممنوعات سے منروکین اب کسی قدر ضروری مسائل مکروہات و مفسدات
 روزہ کے بھی لکھئے جاتے ہیں تاکہ فائدہ عام ہو۔

وہ چیزیں جن سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے

بلا عذر کوئی چیز چکھنا۔ عالمگیری۔ کوئی چیز بغیر عذر کے چبانا۔ عالمگیری۔ بوسہ لینا جبکہ
 صحبت کرنے یا انزال ہو جائیگا ورنہ برہنہ کی عورت کے ہونٹھچوسنا۔ عینی تشریح ہدایہ۔
 مباشرت فاحشہ حسین انزال یا جماع کا ڈر ہو۔ عالمگیری (مباشرت فاحشہ ایسکو کہتے ہیں کہ
 عورت مردنگے ایک دوسرے یلین اسطور سے کہ عورت کی شرمگاہ مرد کے شرمگاہ سے چھو جائے)
 جھوٹ بولنا۔ ارکان۔ محش کلام زبان پر لانا۔ ارکان۔ لڑنا۔ شرح منظر السعادت۔
 کسی کی غیبت کرنا۔ ارکان۔ چغلی کرنا۔ حطر المستقیم ٹھنڈک کی واسطے غسل کرنا۔ ارکان
 تر کیز بدن پر رکھنا۔ ارکان۔ سر پر پانی بہانا۔ عالمگیری۔ شہیاد گھی یا دوسری چیز کو بلا ضرورت
 چکھنا۔ سرجمیم بغیر وضو کے کٹی کرنا۔ عالمگیری۔ پاناک میں پانی ڈالنا ٹھنڈک کی غرض سے۔ منہ
 میں دیر تک پانی رکھنا۔ تحوٰک اپنے منہ میں جمع کر کے نگل جانا۔ مجمع البرکات۔ پانی کے اندر
 حدث کرنا۔ عالمگیری۔ استنجائے من میں مبالغہ کرنا۔ سراج الوماج۔

وہ چیزیں جن سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا لوگ گمان کرتے ہیں کہ مکروہ ہوا۔
 سر نہ لگانا جب آرایش کا خوف نہ ہو ورنہ مکروہ ہے اور اس کراہیت میں روزہ دار اور کھڑے روزہ
 برابر ہیں۔ عالمگیری۔ تیل لگانا۔ مجمع البرکات۔ مسواک کرنا نہ ہو یا خشک قبل زوال

کے ہو یا بعد زوال کے۔ سر اجیمہ بوسہ لینا اگر اترال یا جماع کا دن ہو۔ عالمگیری کسی چیز کا
 چکھنا جس کا خریدنا منظور ہو اور بغیر چکھے اس کی بُرائی بھلائی سے معلوم ہو سکتی ہو اور اس میں اس کا
 نقصان تصور ہو۔ پر جندی۔ گلاب کا پھول یا عطر سو گھنٹا۔ مجمع البرکات کسی چیز کا
 چبانایا چکھنا عذر کے سبب سے۔ عالمگیری بچنے لگانا اگر ضعف کا خوف نہ ہو۔
 مجمع البرکات۔ عورت کا چھونا اگر اترال یا جماع کا دن ہو۔ عالمگیری۔

وہ چیزیں جسے روزہ فاسد نہیں ہوتا

بھولے سے پانی پینا۔ ہدایہ۔ یا کچھ کھانا۔ وقایہ۔ یا صحبت کرنا کفر القاتل
 عورت کے خیال کرنے سے یا اس کی شرکاء کی طرف دیکھنے سے مٹی کا خارج ہو جانا۔ عالمگیری
 بالونین یا بدین تیل لگانا۔ ہدایہ۔ تھے خود بخود آنا منہ بھر کر ہو یا کم پھر لو ٹکر پیٹ میں جاتی
 ہے یا نہیں۔ ارکان۔ احتلام ہو جانا۔ ہدایہ۔ قصد یا تکلف روزہ کی حالت میں چھوئی
 تے کرنا کہ منہ بھر کر ہو۔ در مختار۔ صبح تک جنابت سے رہنا یا تمام دن جنابت سے رہنا
 در مختار۔ اپنے سوا بخ ذکر میں تیل یا پانی ٹپکانا۔ در مختار۔ اپنے کانوں میں پانی ٹپکانا یا خود بخود
 کانوں میں پانی کا آ جانا۔ ارکان۔ عطر یا کوئی دوسری خوشبو سو گھنٹا۔ شرح المنیر۔ بوسہ
 لینا جب تک اترال ہو۔ در مختار۔ مساس کرنا جب تک اترال ہو۔ در مختار۔ ایک تلی یا اس کے
 برابر کوئی چیز خارج سے لیکر چبانے بشرطیکہ مزہ اس کا خلق میں نہ پایا جاتا ہو اگر مزہ اس کا خلق
 میں پایا جاوے روزہ فاسد ہو در مختار۔ منہ میں پانی لینا اور اس کی شیرینی خلق میں نہ پانچنا
 عینی شرح ہدایہ۔ آنکھ میں دوا ٹپکانا اگر اس کا مزہ خلق میں بھی پایا جاوے۔ عالمگیری
 ٹھنڈے پانی سے نہانا اگرچہ ٹھنڈک اس کی اندر بھی پائی جاوے۔ عالمگیری پانی میں غصہ ڈالنا
 اگرچہ کانوں میں بھی پانی چلا جاوے۔ عینی شرح ہدایہ۔ آنسو پالینا ایک دو قطرہ خلق میں

چلا جانا۔ عالمگیر می۔ انقطاع کرنے کا ارادہ کرنا اور کوئی چیز منقطع استعمال نہ کرنا عالمگیری
جو پانی ناک میں ڈالا جاوے اور کسانہ میں آجانا قیمہ۔ قصہ لینا۔ عیسیٰ مسیح کی نالیسی طہین
کہ فجر ہو جانے میں شک ہو۔ ارکان۔ صحبت کرنا چار پارہ سے یا مرد سے یا غیر قبل و درہین
پیٹ یا ران میں یا حلق لگانا بشرطیکہ انزال نہ ہو۔ و مختار۔ بھولے سے یا قبل طلوع صبح صادق
کے صحبت کی جب یاد آگیا یا صبح طلوع ہوتی تو راز کو نکال لیا۔ اگر ان دونوں میں تو نہیں
روزہ یا آئے یا طلوع صبح صادق کے بعد ذکر کو نکال نہیں لیا یہاں تک کہ انزال ہو گیا علما کا
اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اوپر مفسر قضا واجب ہوگی نہ کفارہ اور بعض کہتے
ہیں کہ اگر ٹھہر گیا اور حرکت دی فقط قضا ہے اور اگر حرکت دی کفارہ بھی لازم ہے مجمع البرکات
پیٹ میں جہا پانی کی تری کا جو بعد کلی کرنے کے باقی ہو ہا لمگیری جو بلغم دماغ سے آوے
اور سکا حلق سے نیچے اوتارنا۔ مجمع البرکات۔ کسی کتک کا دماغ میں یا پیٹ میں چلا جانا پیٹ یا کمر
زخم کے راہ سے۔ بر جندی۔ مسامات کے ذریعہ سے کسی چیز کی تری کا اندر کے جانب
پہنچنا۔ شرح ابی الککارم۔ کسی عورت نے کسی مرد سے مساس کیا اور انزال ہو گیا۔
مجمع البرکات۔ جو خون کہ دانتوں سے نکلا حلق میں چلا گیا لیکن پیٹ میں نہ گیا۔
تہویر الابصار۔ اگر پیٹ میں چلا گیا اور لعاب دہن غالب ہے تو بھی روزہ فاسد
نہیں ہوگا۔ اور اگر دونوں برابر ہوں یا خون غالب ہو روزہ فاسد ہو جائے گا۔
و مختار۔ مرد یا عورت کا خشک انگلی قبل یا دیر میں داخل کرنا اگر تہ روزہ فاسد ہو جائیگا
و مختار۔ سہرہ جو آنکھ میں لگایا اور سکا اثر لعاب دہن میں ظاہر ہوا۔ مجمع البرکات
کسی تانے کو کوئی بار تھوک سے تر کرنا اگر تانگیں ہو اور رنگ اور سکا تھوک کے ساتھ
لجاوے اور اسکو جانح حلق سے نیچے لیجاوے روزہ فاسد ہو جائے۔ و مختار۔

جن صورتوں میں قصداً و کفارہ دونوں لازم آتا ہے

صحبت کرنا زندہ آدمی کے ساتھ قبل میں یا درمیان نزال ہو یا نہ ہو۔ درخت یا قصداً جماع کرنا قبل میں ہو یا درمیان نزال ہو یا نہ ہو۔ درخت یا کوئی چیز قصداً کھانا یا پینا پانی ہو یا دوا یا غذا و قایہ پھینکنا یا قصد لی یا غور کرنا یا سنا کرنا اور نزال نہیں ہو پھر خیال کیا کہ روزہ فاسد ہو گیا اور کچھ قصداً کھایا۔ درخت یا اپنے کسی محبوب کا تھوک لگانا۔ درخت یا بدبو دار گوشت قصداً کھایا۔ عیسیٰ گل منی یا کوئی دوسری شے جو دوا رکھائی جاتی ہے کھالی۔ عالمگیری سے کھائی ایسی حالتیں کہ طلوع صبح صادق کا گمان غالب تھا اور فجر نہ نیک استمال ضعیف اور واقع میں فجر تھی۔ ارکان۔ افطار کیا جبکہ آفتاب کے ہونیکا شبہ تھا اور اسکے بعد معلوم ہوا کہ آفتاب نہیں ڈوبا۔ عالمگیری تیرہ دام نکل گیا۔ عالمگیری کسی پاگل عورت کے ساتھ صحبت کی۔ پرچندی جمع کرنا یا بالذات عورت نے کسی پاگل مرد یا لڑکے سے قصداً پرچندی۔ خود خود قے آئی اور یہ سمجھا کہ روزہ جاتا رہا پھر جان کر کچھ کھایا۔ مجمع البرکات۔ کوئی چیز کھانی مثل روٹی یا تیل یا دودھ یا آب خیار وغیرہ کے۔ عالمگیری بعد فجر کاذب کے سحر کھائی اور سمجھا کہ روزہ فاسد ہو گیا صبح صادق کے بعد پھر کھایا۔ فقہیم مرد نے عورت کی زبردستی سے رمضان کے دن میں صحبت کی۔ واقعات۔ حسابامیہ۔ جو عورت کہ جانتی ہو کہ صبح صادق ہو گئی اور اپنے شوہر سے نہ بتائے اور شوہر بغیر جانے ہوئے صحبت کرے عورت پر کفارہ واجب ہے۔ واقعات۔ سہ لگا یا یا تیل لگایا یا احتلام ہوا یا شہوت سے دیکھا اور نزال ہو گیا پھر یہ سمجھا کہ روزہ فاسد ہو گیا قصداً کچھ کھایا یا پیایا جماع کیا۔ خرپڑہ کا چھلکا ایسا جس سے آدمی کو نفرت نہوتی ہو کھایا۔ عالمگیری ایک عورت نے بعد نیت کے افطار کیا اس خیال سے کہ حیض کا دن ہے حالانکہ وہ دن حیض کا نہ تھا۔ قناری قاضی خان۔ بادام یا اخروٹ خشک یا تر چہا کر کھایا یا نیشکر کو چوسا کہ

اور کپانی خلق میں پہنچا۔ عالمگیری۔

جن صورتوں میں محض قضا واجب تھی اور کفار و نہیں لازم آتا
روزہ یاد تھا کلی کی۔ پانی خلق میں چلا گیا۔ شرح الی المسارم۔ حنفیہ یا قضاوی قاضی
کوئی چیز دیا یا پانی کی طرح ناک میں چھوڑی۔ در مختار۔ کان میں دو قطرہ قطرہ چھوڑی
حاشیہ حنفی علی شرح الوقایہ سفر گیارہ کر نیکی بعد پھر افطار کیا۔ مجمع البرکات۔
روزہ یاد تھا اور یہ تکلف تھے کی سنہ بھر کر۔ در مختار۔ تھے میں علما کا اختلاف ہے بعض کہتے
ہیں کہ تھے سے بالکل روزہ نہیں جاتا کم ہو یا زیادہ قصد ہو یا بلا قصد یہ بعض مالک کا مذہب
ہے اور بعض کے نزدیک تھے سے روزہ جاتا رہتا ہے کی طرح سے ہو اور جمہور کے نزدیک
تھے بلا ارادہ آئے تو روزہ نہیں جاتا اور قصد آئے کرے زیادہ ہو تو روزہ جاتا رہتا ہے
کم ہو تو نہیں کذا فی ختم الباری۔ منشا اختلاف کا یوں سمجھیں آتا ہے کہ اس عالم
اجسام میں انسان کے لیے جسمانی روحانی کسی بھی کمالات کا حاصل ہونا بقا ہے بدن
کے ساتھ وابستہ ہے اور بقا ہے بدن کا دار مدار ایسی غذا کے حاصل ہونے پر ہے جس میں
خود بدن ہو نیکی صلاحیت اور بدن کے ساتھ مشابہت پیدا کر نیکی قابلیت ہو۔ غذا کا خزانہ کہتے
یا متکفل معده ہے نفس ناطقہ مدبر بدن ہے اور طبیعت اس کی خادمہ جب معده میں ایسی غذا
مجموع ہو جس میں کو جو جسم بدن کے فائدہ کمزیر کا احتمال ہو طبیعت اس کو تھکے کے ذریعہ سے بوسیلہ
قوت دفعہ دفع کرتی ہے تو جو طرح غذا سے صالح کے حاصل کرنے سے بدن کا فائدہ مقصود
اوسی طرح غذا سے فاسد کے دفع کرنے سے نفع حاصل اور روزہ سے مقصود قوت جسمانی کا گھٹانا ہے
نہ کہ روحانی قوتیں برہن اس بنا پر جسے یہ کاظ کیا کہ خارج ہونے کے وقت غذا کا گزر اوسی
راہ سے ہوتا ہے جدھر سے داخل ہونے کے وقت ہوا تھا اور اوسکے دفع ہونے سے بدن کا

نفع متصور ہے اور سنے مطلقاً قے کو مفسد کہا۔ مان قلیل ہو تو اس سے فائدہ بھی ایسا ہو گا جو
 اعتبار کے قابل نہیں اسلئے مفسد نہیں۔ جنہوں نے یہ خیال کیا کہ خروج اور دخول میں فرق ہے
 قے سے فائدہ بالذات نہیں حاصل ہوتا بلکہ بالعرض کہ غذائے فاسد کے دفع ہونے سے بدن
 میں غذائے صحیح کے حاصل کرنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے روزہ میں اگر ممنوع ہے تو کسی چیز کا
 جون میں داخل ہونا اسلئے وہ قابل ہوئے کہ مطلقاً مفسد نہیں۔ اور جنہوں نے یہ خیال
 کیا کہ جو امور طبعیت بلا ارادہ اصلاح کے لئے کرتی ہے بقصدناے طبع وہ کلیفات شرعیہ سے
 باہر ہے۔ قے جو خود بخود آتی ہے وہ بے اختیار ہی ہے اسلئے وہ مفسد نہیں۔ مان بدو ذرا
 خود قصداً بنظر اصلاح بدن قے کرے تو بیشک اسے قے کے ذریعہ سے دفع مضرت اور
 حصول منفعت بدنی کا قصد کیا تو غذائے فاسد کا مفسد سے خارج کرنا ایسا ہو گا جیسا غذا
 صالح کا پہنچانا اسلئے اوہنوں نے قے کرنے کو مفسد کہا اگر کثیر ہونے سے ہو گیا۔ حدیث
 حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جبیر روزہ کی حالت میں قے غلبہ
 کرے اس پر قضا نہیں اور اگر قصداً قے کرے تو قضا کرے روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد
 نے صحیح کھائی یا افطار کیارات کے مشہد ہے اور واقع میں فجر تھی یا آفتاب غروب نہوا تھا۔
 تنویر الابصار۔ کچھ کھایا یا پیا یا جماع کیا سمجھنے سے پھر یہ گمان ہو کہ روزہ فاسد
 ہو گیا اور قصداً کھایا۔ قوامی قاضی خان کسی عورت کے ساتھ سونے کی حالت
 میں کسی نے صحبت کی۔ تنویر الابصار۔ تمام رمضان میں نہ روزہ کی نیت کی نہ دن کو
 کچھ کھایا پیا۔ ہذا یہ۔ یا پی یا برت کا قطرہ طلق میں چلا گیا۔ ہذا یہ۔ حالہ عورت یا دودھ
 پلانے والی اگر روزہ او سکویا اسکے سچ کو نقصان کرتا ہو تو نہ رکھے۔ سبافر کو اختیار
 ہے روزہ رکھے یا افطار کرے۔ باقی یہ بات کہ افطار افضل ہے یا روزہ یا دودھ نہون برابر ہیں

اس میں تین قول ہیں۔ بعضوں نے پہلا قول اختیار کیا بعضوں نے دوسرا بعضوں نے
تیسرا۔ اس میں یہ ہے کہ جنہوں نے یہ لکھا کیا کہ روزہ میں شانِ صمدیت کا ظہور ہے اور
اُسکی صفت ہے کہ اصل لکھا اور صمدیت اور شبلی دونوں صفت حق ہیں اور صفت حق
بہر حال افضل ہے اسلئے روزہ کی فضیلت کے قابل ہوئے اور جنہوں نے یہ خیال کیا کہ
افطار میں کھانے پینے کی حاجت ہوتی ہے خصوصاً مسافر اور بعض کو زیادہ تقویت کی
ضرورت ہے اور احتیاج مقامِ عبدیت کے مناسب ہے انہوں نے افطار کو افضل
بتایا۔ اور جنکو یہ خیال ہو کہ روزہ میں اگر صمدیت کی شان کا ظہور ہے تو افطار میں فاطر
کے اسم کا تساط ہے اور یہ دونوں اسماء حق میں سے ہیں اور اسماء حق میں تکثیف
الفتاب اس لئے التاجہ کے تفاضل نہیں اس لحاظ سے انہوں نے دونوں کو مساوی کھا
بچھریا خاک یا چھوڑے کی گٹھلی یا ڈھیلایا روٹی یا گھاس یا کاغذ یا خروٹ
یا خشک یا بادام خشک یا تر یا انڈا وغیرہ مع چھلکے کے یا مونگ یا مسور کا دانہ یا چاول
نگل گیا۔ اپنے محبوب کے علاوہ دوسرے کا تھوک نگل گیا۔ سوتے میں باہنی پیا
یا چنے سے کم گوشت تھا منہ سے نکال کر پھر کھالیا۔ تما کو کو صوانِ حلق میں داخل کیا لفظ
کیا یا سحری کھائی اور آفتاب کے غروب ہو جانیکا یارات کے باقی رہنے کا یقین تھا پھر
معلوم ہوا کہ دونوں صورتوں میں غلطی تھی۔ روزہ دار کے کھانے کے وقت کہنے کہا
کہ تم روزہ دار ہو کہا کہ میں روزہ دار نہیں ہوں اور کھالیا۔ پھر یاد آیا کہ روزہ تھا۔
کسی عورت نے اپنی فرج میں روٹی داخل کی اس صورت سے کہ باہر کچھ نہ معلوم ہوتی
تھی۔ کسی نے زبردستی صحبت کی جو عورت کہ اوس زبردستی صحبت کیجا دے اوسکے بعد
وہ راضی ہو جاوے یا راضی نہ ہو کبھی خود پکڑ کر کھالیا۔ اپنے ذکر کا علاج لینے ہاتھ سے

کرتا تھا یا عورت کے ہاتھ سے اور انزال ہوا گو نہ دھا ہوا آٹا کھا لیا عورت نے ایک
 ایک قطرہ اپنی فرج میں پانی یا تیل ٹپکایا نہانے کے وقت پانی نکل گیا۔ کسی نے کوئی
 چیز روزہ دار کی طرف پھینکی اور وہ روزہ دار کے منہ میں پڑ گئی۔ ایک شخص نے اپنی عورت
 سے کہا کہ دیکھو فجر ہوئی کہ نہیں اوسنے دیکھا اور کہا کہ نہیں اوسنے اوسکے ساتھ صحبت
 کی پھر معلوم ہوا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے مرد کے اوپر کفارہ نہیں سحر کے وقت ایک
 جماعت آئی اور کہا کہ فجر طلوع ہو گئی اور اوس شخص نے بخیال فساد روزہ اوسکے بعد
 پھر کھایا پھر معلوم ہوا کہ پہلا کھانا قبل طلوع فجر کے تھا اور دوسرا بعد طلوع فجر کے ذکر پر
 کبر الہیت کر صحبت کی کسی دوسرے کا چبایا ہوا لقمہ نکل گیا۔ سر دھونے کی مٹی کھالی۔ اگر اسکے
 کھانے کی عادت ہے تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ بعد طلوع فجر کے بقیہ لقمہ سحر کو نہ سے نکال کر
 پھر کھالیا۔ رمضان کی پیشوائی کے لیے ایک دن روزہ نہ رکھے مان جسکی ہمیشہ اوس دن کا
 روزہ رکھنے کی ہوا اور وہ دن شک کا ہو گیا تو نفل کی نیت سے روزہ رکھنا درست ہے یا
 خاص لوگ نفل کی نیت کر کے رکھیں تو بھی درست ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ
 اگلی امتوں میں بھی مقرر تھی اذن لوگوں نے خیال کیا کہ روزہ کا مقصد واصلی تو نفس کا
 مقہور کرنا ہے تو جب قدرتی زیادہ ہو بہتر ہے اس خیال میں محض اپنی رائے سے نئی نئی
 باتیں روزہ میں ایجاد کیں کہیں کمیت میں بڑھا دیا کہیں کیفیت میں بجز یاد کی کمیت کے ایک فرض
 روزہ کے پیشوائی کا روزہ ہے یا یوم شک کا روزہ کیفیت میں زیادتی مثل صوم سال کے
 اذن لوگوں کی نظر میں وہ مصلحتیں نہ آئیں جو اعتدالی حالت کے نگاہ رکھنے میں بخیر و باحقین
 حضرت بربر کائنات نے ان نئی ایجادوں کے دفع کرنے میں اہتمام فرمایا اور حسین
 نئی ایجاد ہو نہ لگاؤ بھی پایا جاتا تھا اوسکی ممانعت کر دی تاکہ احکام مندرجہ میں اشد

میں ہرگز کسی بشر کی رائے کی گنجائش نہ رہے اسی لئے صوم وصال کی یوم شک کے روزہ کی اور پیشواہی کے روزہ کی ممانعت کی سحر میں تاخیر افطار میں تعجیل کا حکم دیا۔

تراویح پڑھنا رمضان کی راتوں میں سنت تو لی و فعلی حضرت کی ہے۔

حدیث روایت ہے ابی ہریرہ سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قیام کرے رمضان کی راتوں میں اعتقاد اور ثواب کی نیت سے اس کے پچھلے گناہ بخشے جاتے تراویح

سنت ہو کہ وہ ہے اس واسطے کہ خلفائے راشدین نے اس پر موافقت کی اور حضرت نے

فرمایا عَلَیْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ یعنی تم لازم کرو اپنے آپ پر

میری سنت کو اور خلفائے راشدین کی سنت کو حضرت نے لوگوں کو تراویح پڑھنے کی

ترغیب دی حکم نہیں دیا اس خیال سے کہ فرض نہ ہو جائے اور امت کو اس کے بجالانے

میں تکلیف ہو جیسا کہ ابو داؤد نے ابی ہریرہ سے روایت کی ہے۔ حدیث کان

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْعِبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ

أَنْ يَأْتِيَ هَهُوَ بِغَيْرِ حِمَّةٍ یعنی حضرت لوگوں کو قیام رمضان یعنی تراویح کی غیب

دیتے غریباً حکم نہ فرماتے۔ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ حضرت نے مسجد میں نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ اور لوگوں نے پڑھی دوسری رات

پھر پڑھی اور جماعت زیادہ ہوئی تیسری رات کو پھر لوگ جمع ہوئے آپ برآمد ہوئے

جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ تمہارا جمع ہونا میں نے دیکھا تھا مجھے نکلنے سے کوئی اثر

مانع نہ ہوا سب اس کے کہ مجھے خوف ہو اکہ میں فرض نہ ہو جائے روایت کیا اس کو مالک نے

موطائین اور بخاری نے۔ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں اس کا

اہتمام کیا چنانچہ عبدالرحمن بن عبدالقاری سے موطائین روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ

میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان میں مسجد کسیرٹ نکلا لوگ متفرق متفرق تھے
کوئی تنہا پڑھا اور کسی کے ساتھ دو چار آدمی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
یہ سب اگر ایک قاری کے ساتھ جمع ہو کر پڑھیں تو اچھا ہو آپ نے ابی بکر رضی
کو ابام بنایا اور سبہوں کو اونکا مقتدی بنایا۔ دوسری رات کو جو نکلے تو
لوگ ایک قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے آپ نے فرمایا کیا اچھی نہیں بات
ہے یہ حدیث امام مالک نے زید بن رومان سے روایت کی کہ لوگ حضرت
عمرؓ کے زمانہ میں قیام کرتے تھے بیس رکعت کے ساتھ اور ارشاد ساری میں ہے
کہ بیہقی نے سنن میں بسند صحیح سائب بن زید سے روایت کیا کہ کماؤن
نے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت پڑھا کرتے تھے اور شامی
میں ہے کہ یہی بیس رکعت پڑھنا قول ہے جمہور کا اور اسی پر عمل ہے شرقا اور غربا اور
ابن ابی شیبہ نے مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور وتر۔

اور بیہقی نے بھی ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رمضان میں بغیر جماعت کے بیس رکعت پڑھتے تھے اور وتر گویہ حدیث ضعیف
ہے اس واسطے کہ ابراہیم ابوشیبہ آدمی ضعیف متکلم فہمین مگر فضائل اعمال میں حدیث
ضعیف پر عمل کرنا درست ہے خصوصاً جب خلفائے راشدین کی موافقت شریعی
بیتل پڑا ہوتے ہیں اور حضرت نے فرمایا عَلَیْکُمْ بِسْمِیَّ وَ سُنَّۃُ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ
پس بیس رکعت سنت ہوگی اور اسی پر جمہور مسلمین کا عرابو عجم اور شرق و غربا عمل ہے
اسلام کے نام لیوا لوگوں میں دو فرقے تراویح کے دشمن ہیں ایک شیعہ دوسرے وہابیہ

شیخہ بیسوں کو برا جانتے ہیں اور اسکو سنت عمری گردانتے ہیں اور وہاں یہ بیس کو
 اٹکھ کبھی کبھی پڑھتے ہیں مگر بیس سے اور وہاں طبیعت کے ساتھ روز روز پڑھنے سے پڑھتے
 ہیں غرض یہ ہے کہ کسی حلیہ و بہانہ سے مسلمانوں کو ثواب سے باز رکھیں۔ تراویح پڑھنے
 میں کثرت سے جماعت ملتی۔ قرآن سنتے سنتے رمضان میں نفل کا ثواب فرض کا ہوتا
 ہے تراویح پڑھنے میں ثواب زیادہ ملتا۔ مسجدوں میں آنے آئینا کا ثواب ملتا۔ ان سب
 نیکیوں سے محروم رہے یہ اون سے کچھ تعجب نہیں اس فرقہ کے ایک بڑے کس سال
 مولوی نے کثرت عبادت کو بدعت لکھا ہے لیکن جب کثرت عبادت جسکے لیے جن انس
 بنائے گئے بدعت ٹھہری تو پھر اب کوئی چیز بدعت سے خالی رہیگی کہ اگر مسلمان
 میں است کہ حافظہ دار و دہ دابے گرد پس اس روز کو بدعت و اسے بد و با یہ گویا مانیں گے اور تہمید
 نے کہ جسکو وہاں یہ بھی مرشد جانتے ہیں منہاج السنۃ میں بیس ہونا اسکا مان لیا ہے
 لکھتے ہیں کہ اگر یہ بدعت ہوتی تو حضرت علی اسکو باطل کر دیتے جبکہ وہ کوفہ میں اسیر تھے
 جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاعدہ جاری رکھا
 تو معلوم ہوا کہ مستحب ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ روشن کرے
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر جیسا اونہوں نے ہمارے مسجدوں کو روشن کیا۔ اور عبدالرحمن
 بن سلمیٰ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاریوں کو جمع کیا رمضان میں اور
 ایک شخص کو حکم دیا کہ بیس رکعت نماز پڑھا دیں اور اپنے وتر پڑھا لی اور حضرت شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
 میں لکھتے ہیں کہ **وَعَدَدُ عَشْرٍ رَوَى** کے معنی تراویح کا عدد بیس رکعت ہے۔

رمضان میں قیام یعنی تراویح کے سنت ہونے میں یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کو بدعتوں سے
 مناسبت حاصل ہو دشتے کھاتے پیتے صحبت نہیں کرتے سوئے نہیں ہمیشہ عبادت میں مشغول

رہتے ہیں کسی کی عبادت محض قیام کسی کی محض قعود کسی کی غنیمت کو کسی کی محض ذکر کسی کی
 محض دعا ہے غازیہ یہ سب اکٹھا ہیں اسلئے اور دنوں کے اعتبار سے تراویح کی نماز اس
 مہینہ میں یاد رکھنی چاہئے کہ نسبت پوری ہو جائے ذکر روزہ کی وجہ سے رات کو عبادت اور جاننے
 سے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ روزہ صفت حق کی ہے کہ الصَّوْمُ لِحَقِّهِ اور لا فِشْلَ لَهُ
 اور اس کی شان میں آیا ہے۔ وَ لَمْ يَخْلُقْ بَاخْلَاقِ اَلْمَیِّ تَحَا کھانے پینے صحبت وغیرہ کے
 ترک کرنے کی وجہ سے اس میں صمدیت اور تنزیہ کی کیفیت نمودار تھی
 رات کو اپنی ذلت اور خواری اور عبدیت کی نشان ظاہر کرنے کے لئے
 حق کے سامنے کھڑا ہو جائے جو قیام رمضان کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور قیام خاص
 صفت عبد ہے کہ قَوْمُ اللّٰهِ قَارِتٰی اِس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ عبدیت یا تنزیہ
 کی صفت مجھ میں عارضی ہو اصل میں میری شان عبدیت اور قیام اور ذلت کی ہے۔ اور رات ہی
 کو قیام اسلئے مقرر ہوا کہ افطار کی وقت کھانے کی وجہ پوری قوت حاصل ہو تو قیام کرنے
 تاکہ بھوک کی شدت سے نماز کے اندر یکسوئی میں فرق نہ آئے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ
 نماز کو آپ نے نور فرمایا ہے اور روزہ کو بھی ضیا کہا ہے روزہ کی وجہ سے ذکر و نور حاصل
 تھا اور تراویح کی نماز پڑھا دیکھی کہ اور دنوں کی نسبت زیادہ نور ہوا اور رات دن نور
 رہے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُوْرٍ حَیۡرٍ لَّیۡسَ بِمَعۡیِیَ جِسۡمِ
 سینے کو اللہ اسلام کے لئے کھولتا ہے وہ پورے ہی نور کا اپنے سے چوتھی وجہ یہ ہے کہ عبادت کا
 چھپا کر کرنا مناسب ہے قیام کے لئے ظاہری صورت ہے اسلئے رات جو پردہ پوش ہے
 اس کے لئے مقرر ہوئی روزہ خود چھپا ہوا ہے ظاہری صورت اس کے لئے کوئی نہیں ہوتا
 اس کے واسطے ہی رات پانچویں نماز کی شان میں ہے کہ اَلْمُصَلِّیۡ رَاٰ اَنۡہٗ اٰیۡتَۃً حَیۡۃً

یعنی نمازی اپنے سر اور بھید کی بات اپنے رب سے کرتا رہے اور اڑکنے کے لئے رات مناسب
ہے۔ چھٹے دن عالم شہادت کے ساتھ مشابہ ہے اور رات عالم غیب کے ساتھ مطابقت
روزہ بھی عالم غیب کے مناسب ہے اور قیام عالم شہادت کے روزہ و نگو مقرر ہوا
اور قیام رات کو تاکہ غیب اور شہادت کے احکام و نگوں وقت اکٹھا رہیں اور اس میں
اس جانب بھی اشارہ ہے کہ بندے کو چاہئے کہ اپنی صفات کے چھپانے کی کوشش کرے
اور حق کے صفات ظاہر کرے۔ اسی لئے روزہ صفت رب تھا اور اسکے لئے دن مقرر ہوا
اور قیام صفت عبد ہے اور اسکے واسطے رات کا وقت قرار پایا۔

مسائل تراویح۔ تراویح میں نیت سنت تراویح یا قیام رمضان یا سنت وقت کی
کرے۔ پوری بیس رکعت کی ایک ساتھ کرے یا دو دو کی علیحدہ علیحدہ کرے دونوں درست
ہیں۔ کبیری مسئلہ کہ تراویح نفل ہے اور نفل کو تنہا اور چھپا کر پڑھنا بہتر ہے مگر اور جماعت
کے ساتھ ادا کرنا سنت ہے اسلئے کہ حضرت نے اور آپ کے خلفائے انکو جماعت کے
ساتھ پڑھنا خود بدولت بنے غدر کی وجہ سے موانعت نہیں فرمائی۔ کبیری مسئلہ اگر نفل
سب گھر میں پڑھ لیں اور جماعت سے پڑھنا چھوڑ دیں تو سنت کے خلاف ہے۔ اگر کسی نے
گھر میں تنہا یا جماعت کے ساتھ پڑھ لیا مسجد میں نہ آیا تو گویا اب ملے مگر مسجد کی جماعت کا
ثواب نہ ملے گا۔ کبیری۔ تراویح کی چار چار رکعت کو ترویجہ بولتے ہیں ہر ترویجہ کے بعد
راحت کے لئے اتنی دیر بیٹھے رہنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعت پڑھی تھی۔ چاہے
اتنی دیر تک بیٹھا ہے یا سب سے تسبیح و تہلیل کرے۔ دیر نہ والے ہر ترویجہ کے بعد دو رکعت
نفل علیحدہ پڑھتے ہیں اور کہ والے اتنی دیر میں طواف کر لیتے ہیں۔ کہ جسے ایک تہتم تراویح
میں پڑھنا سنت ہے۔ اگر لوگ سستی کریں تو انکی خاطر سے موقوف نہ کرنا چاہیئے۔ چاہے

مسئلہ لڑکے نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے کو بعض علماء نے درست کہا ہے مگر جمہور نے منع کیا ہے۔ کبیری۔ جو درست کہتے ہیں اور کجا خیال یہ ہے کہ فرض میں تو لڑکے کی اقتدا اس واسطے منع ہے کہ لڑکے پر فرض نہیں اور بالغ پر فرض ہے فرض والے کا نفل والے کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔ تراویح میں تو دونوں کی نماز نفل ہے ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔ اور جو منع کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ نفل شروع کرنے کے بعد بالغ پر فرض ہو جاتی ہے لڑکے پر فرض نہیں ہوتی تو پھر بالآخر فرض والے کی اقتدا نفل والے کے پیچھے لازم آئیگی۔ مسئلہ۔ چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھیں اور دو رکعت کے بعد بیٹھا نہیں تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو رکعت ہو جائیگی اور امام محمدؒ کے نزدیک بالکل نہوگی۔ در مختار۔ مسئلہ۔ امام کے ساتھ کچھ رکعتیں تراویح کی ملین اور کچھ نہ ملین تو درست ہے کہ وتر امام کے ساتھ پڑھ لے اور بعد وتر کے باقی تراویح کو پورا کرے۔ در مختار۔ مسئلہ۔ جماعت عشاء میں امام کے ساتھ نہیں شریک ہو تو تراویح امام کے پیچھے پڑھنا درست ہے شامی۔ مسئلہ۔ تراویح میں غلطی سے کوئی آیت چھوٹ گئی تو دوسری رکعت میں جب اعادہ کرے تو چھوٹا ہوا پہلے پڑھ لے تو آگے پڑھے۔ کبیری۔ مسئلہ۔ نماز میں اگر کچھ نقصان ہوا اور اسکو لوٹا لا تو قرآن جو پڑھ چکا ہے اسکو بھی اعادہ کرے یا نہیں اس میں رد قول میں بعض کہتے ہیں احتیاطاً اعادہ کر لے اور بعض کہتے ہیں کہ قرآن علیہ سنت ہے اور نماز علیحدہ نقصان واقع ہوا تو نماز میں نہ قرآن میں اس لئے اس کے اعادہ کرنے کی حاجت نہیں۔ مابین۔

اعتکاف۔ حدیث۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دس دن کا اعتکاف رمضان میں کرے اور سکو دوج اور دو عمرہ کا ثواب ہو رواہ البیہقی - ترغیب - حدیث ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن کا اعتکاف اللہ کے واسطے کرے اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان میں تین خندق بنا دیتا ہے جسکی دوری مشرق اور مغرب سے زیادہ ہوتی ہے - ترغیب - اعتکاف رمضان کے اخیر عشرہ میں سنت مکررہ ہے مگر بطور کفایہ کے - اگر بعض نے ادا کیا تو سب کے ذمہ سے ادا ہو جائیگا - شامی - اور دنوں میں مستحب ہے نذر کرے تو واجب - نذر کے اعتکاف میں روزہ شرط ہے - چاہے مستقل طور سے روزہ رکھے یا رمضان کے روزہ ساتھ ادا کرے لیکن اگر رمضان میں نذر کا اعتکاف کیا اور کسی وجہ سے اعتکاف تو ڈالا تو پھر مستقل روزہ کے ساتھ اعتکاف قضا کرنا ہوگا - مدت اعتکاف کم سے کم ایک ساعت ہے امام محمد کے نزدیک اور امام صاحب کے نزدیک ایک ذرات شامی مسئلہ - اعتکاف کے معنی ہیں مسجد میں بہ نیت عبادت ٹھہرنا - مسئلہ متکلف کو اعتکاف کی حالت میں مسجد سے بچر حوائج ضروری مثل پیشاب پاخانے کے کسی کام کے لئے باہر جانا درست نہیں ایک دم کے لئے بھی بلا ضرورت باہر گیا اعتکاف جاتا رہا - و مختار - مسئلہ اگر کسی مسجد میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو جامع مسجد میں نماز کے لئے جانا درست ہے - زوال کے بعد چلے اگر دور رہتا ہو تو ایسے وقت چلے کہ نماز کے وقت تک وہاں پہنچ جائے - و مختار - مسئلہ جامع مسجد میں قبل کی اور بعد کی سنت پڑھ سکتا ہے اور زیادہ بھی پڑھ سکتا ہے - و مختار - مسئلہ اگر اعتکاف میں بیٹھنے کے وقت کسی خاص کام کی شرط کر لی ہے مثلاً جنازہ کی نماز کی لئے جانا یا عبادت مریض یا مجلس علم میں حاضر ہونے کے لئے تو منہ عن

شرط کے جانا درست ہو ورنہ مسئلہ متکلف بالکل خاموش رہے۔ بولے اگرچہ عبادت ہو
 ورنہ مسئلہ متکلف کو صحبت کرنا درست نہیں۔ ورنہ مسئلہ عورت اگر کسی گوشہ میں اشکاف کرے۔
 نفل روزہ کا بیان روزہ کی دو قسم میں فرض اور نفل۔ فرض کی دو قسم میں ایک وہ جو
 اللہ کے جانب سے قطعی فرض ہو چکا اور کسی فرضیت میں بندے کو بالکل اختیار نہیں وہ
 رمضان شریف کے مہینہ کا روزہ ہے جس کے لئے اللہ کا قطعی حکم ہو گیا کہ **فَمَنْ شَهِدَ**
مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ یعنی جو حاضر ہو تم میں سے مہینہ کو چاہے کہ روزہ رکھے
 اور نہیں۔ دوسرے وہ جس میں بندے کو سبقت و ابتداء اختیار ہے وہ نذر کے روزے
 ہیں کہ جب تک نذر نہیں کی اختیار رکھے یا نہ رکھے جب نذر کر لی تو اس کا ادا کرنا واجب
 ہو گیا۔ باقی شروع کرنے کے بعد تو نفل کا روزہ بھی واجب ہو جاتا ہے تو **وَإِذَا تَوَقَّعْنَا**
لَازِمٌ ہے۔ نفل کی دو قسم ہے۔ ایک مطلق جو کسی دن یا مہینے یا سال کی طرف منسوب
 نہیں بجز ایام ممنوع کے جب چاہے رکھے۔ دوسرے وہ جو کسی دن یا مہینے یا سال
 کی طرف منسوب ہیں اس قسم کے روزے کے بھی تین قسمیں ہیں ایک وہ جس کا روزہ ہفتہ
 ہوتا ہے۔ دوسرے وہ جو مہینے میں ہوا کرتا ہے۔ تیسرے جو سال میں آتا ہے وہ روزے
 جو ہفتہ وار ہوتے ہیں اور تین سے پیر کے دن اور جمعرات کے دن کا روزہ ہے۔ حدیث
 ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت نے فرمایا بندہ دن کے اعمال
 و شبہ اور بخشبہ کو پیش کیے جاتے ہیں میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے عمل اور
 حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔ جامع ترمذی۔ حدیث حضرت ابی ہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت و شبہ اور جمعرات کو روزہ رکھتے۔ لوگوں نے
 پوچھا تو فرمایا کہ ان دونوں میں مسلمان کے گناہ بخشے جاتے ہیں بجز ان کے جو کسی

مسلمان کو دشمنی سے ترک کئے ہو جب تک صلح نہ کر لے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ اگر کسی بھائی کے کسی وجہ سے کینہ ہو تو ان دنوں کے پیشتر صفائی کر لے تاکہ برکت سے محروم نہ رہے۔ جب کے دن بالتخصیص روزہ رکھنا منع ہے ایک دن پہلے یا تیچھے ملا لے۔ حدیث۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کوئی تم سے جب کے دن روزہ نہ رکھے مگر ایک دن قبل یا ایک دن بعد بھی رکھ لے۔ بخاری مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ۔ بمجملہ دن روزوں کے روزہ ہر داؤد علیہ السلام کا۔ حدیث۔ عبداللہ بن العزیز العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا سب روزوں سے زیادہ اللہ کو داؤد علیہ السلام کا روزہ پسند ہے۔ اور سب نمازوں سے زیادہ داؤد علیہ السلام کی نماز پسند ہے۔ اول آدھی رات سوتے اور پھر تھالی رات میں عبادت کرتے۔ اور پھر چھٹے حصہ شب میں سو رہتے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ عبداللہ بن العزیز العاص نے ہمیشہ روزہ رکھنا چاہا تھا آپ نے فرمایا کہ ہر مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو سال بھر کے روزے کا ثواب ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا کہ تجھے اس سے زیادہ قوت ہے آپ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو انہوں نے کہا اس سے بھی زیادہ قوت رکھتا ہوں۔ آپ نے منع کیا۔ اور بعضوں کو تو یہ فرمایا کہ نہ روزے کا ثواب ہے نہ افطار کا۔ پھر اس میں یہ ہے کہ روحانی علاج جسمانی علاج کے مشابہ ہے جس طرح روزہ ایک دوا کھائی جائے طبیعت عادی ہو جاتی ہے پھر اس دوا کے اثر کو قبول نہیں کرتی۔ اسی طرح روزہ روز کے روزہ رکھنے کی جب طبیعت عادی ہو جائیگی تو روزہ کا اثر نہ ہوگا جو کام دو وقت کے غذا کھانے میں طبیعت کیا کرتی تھی مستاد ہونے کے بعد

ایک ہی وقت میں اپنا کام پورا کر لیگی۔ بان کبھی روزہ رکھے اور کبھی افطار کرے تو عادت نہونے کے سبب سے اثر ہوگا جو روزہ نفل کا مہینہ کی طرف منسوب ہے اور میں سے ہر مہینے کے تین روزے ہیں۔ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل دلی دوست یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین بائون کی وصیت فرمائی۔ ایک ہر مہینے میں تین روزہ رکھنے کی۔ دوسری دو رکعت نماز چاشت پڑھنے کی۔ تیسری اس بات کی کہ وتر سونے کے پہلے پڑھ لیا کروں۔ مسلم۔ علما لکھتے ہیں کہ جبکورات کے اوٹھنے پر اعتماد ہو ورتہج کے بعد پڑھے اسلئے کہ سنت فعلی حضرت کی یوں ہی ہے۔ حضرت شیخ محب اللہ اللہ کے رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اوٹھنے پر اعتماد بھی ہو تب بھی وتر سونے کے قبل ہی پڑھ لینا بہتر ہے کہ گو سیکو اوٹھنے پر اعتماد ہو مگر زندگی پر تو بھروسہ نہیں رات کو اوٹھنے کے پیشتر مریا تو وتر اس کے ذمہ رکھی۔ ہر شخص کے اعتماد کا حضرت کے اعتماد پر قیاس نہیں ہو سکتا۔ اسی بارے کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو ذکر کی گئی۔ حدیث عبد اللہ بن العسبر بن العاصمی روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہر مہینے میں تین روزے تمام سال کے روزہ رکھنے کے برابر ہیں۔ بخاری و مسلم۔ حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم مہینے میں روزہ رکھو تو تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں کا روزہ رکھو۔ احمد و ترمذی و نسائی۔ اور ابن ماجہ میں اس قدر زیادہ ہے کہ اندر نے اسکی تصدیق میں آیت اتواری من جاء بالحسنة فله عشر امثالها یعنی جو لاوے کوئی نیکی تو اس کے لیے دس گنا ہوں ہیں مثل اس کے۔ حدیث۔ عبد الملک بن قدامہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت

ہم کو ایام بعض کے روزوں کا حکم فرماتے۔ یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں اور فرماتے کہ یہ روزے زمانہ بھجر کے روزے کے برابر ہیں۔ سال کے روز و عین سے چھ روزے شوال کے ہیں۔ حدیث ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو رمضان شریف کے روزے رکھے اور ادا سکے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو گویا سال بھر روزہ رہا۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ سراسیمہ یہ ہے کہ ایک نیکی کا بدلہ دس ہوتا ہے تو چھ روزے کم از کم ساٹھ روزوں کے ہوں۔ بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ یہ روزہ جبر نقصان کرتا ہے رمضان کے روزوں کا جسطرح نماز فرض کے بعد نفل تو اس روزے میں بہت احتیاط کرنا چاہیے۔ چاہے ان روزوں کو متصل رکھے اور چاہے متفرق رکھے۔ گو متفرق رکھنا مستحب جانا گیا ہے۔ درمختار۔

مبجملہ سالانہ روزوں کے عرفہ کا یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ ہے۔ حدیث۔ ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت سے کسی نے عرفہ کے روزے کا حال پوچھا فرمایا کہ گزشتہ سال درآئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ مسلم۔ حدیث۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے عرفہ کے روزہ کا حال پوچھا فرمایا کہ ہم حضرت سے کہنا تھا کہ اس کو دو سال کے روزے کے برابر شمار کرتے تھے۔ طبرانی۔ حدیث۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت نے عرفات میں عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ ابی داؤد۔ نسائی۔ یہ منع فرمانا آپ کا محض شفقہ تھا کہ روزے کی وجہ سے ضعف نہ پیدا ہو اور حج کے ادا کرنے میں متور ہو جسطرح حضرت نے صوم وصال سے منع فرمایا یا نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے سے ممانعت فرمائی کہ مبادا نفل کے روزہ رکھنے سے ضعف نہ پیدا ہو اور

فرض کے روزے اور رمضان کی عبادت نہو سکے یا روزہ دار کو کچھنا لینا مکروہ فرمایا کہ خون نکلنے سے ضعف نہ پیدا ہو اور روزے میں نقصان آوے۔

منجملہ سالانہ روزوں کے محرم کا روزہ ہے۔ حدیث۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا رمضان کے بعد محرم میں روزہ رکھنا سب دنوں سے زیادہ بڑھکر ہے۔ اور فرض نمازوں کے بعدرات کی نماز سب سے بڑھکر ہے۔ ابن ماجہ حدیث۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جس نے عسہ کا روزہ رکھا تو دو سال کے گناہ کا کفارہ ہوگا اور جس نے محرم میں ایک دن روزہ رکھا تو ہر دن کے عوض تیس دن کے روزہ کا ثواب ہے۔ ^{بہاد} الطبرانی ترمذی۔ حدیث۔ ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کسی نے حضرت سے عاشورے کے روزے کا سوال کیا آپ نے فرمایا کہ گذشتہ سال کے گناہ کا کفارہ ہے۔ مسلم۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت نے عاشورے کا خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی حکم فرمایا۔ مدینہ میں یہود کو آپ نے دیکھا کہ عاشورے کو روزہ رکھتے ہیں اور اسے سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آج کے دن اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا اور سکراتہ میں ہم آج کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں زیادہ مستحیج ہوں تمہارے بہ نسبت ^{موسیٰ} کے ساتھ تو آپ نے بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی حکم فرمایا۔ بعضوں نے کہا کہ یہود کی اس میں مشابہت ہے آپ نے فرمایا کہ سال آئندہ میں اگر میں جیتا رہا تو ایک روزہ اور ملاؤ گا۔ سال آئندہ میں حضور کو اس عالم میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ عاشورے کا روزہ پہلے فرض تھا جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس کی فرضیت جاتی رہی۔ مگر سنت ہے۔

تو اس روزے کو فرض و سنت دونوں کی برکت حاصل ہے قبول ہو جائے
تو امید ہے کہ قربِ نوافل اور قربِ فرائض دونوں مرتبے حاصل ہوں۔

مبجلہ سالانہ روزوں کے نصف شعبان یعنی پندرہویں تاریخ کا روزہ ہے۔ حدیث
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب پندرہویں

شعبان کی رات آوے تو رات کو قیام کرو یعنی عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو اسلئے
کہ اللہ تعالیٰ اس شب کو تجلی فرماتا ہے آسمان دنیا پر شام سے صبح تک اور ارشاد فرماتا
ہے کہ کون ہے گناہ بخشانے والا کہ میں اس کے گناہ بخشوں اور کون ہے روزی پندوار

کہ میں اس کو روزی دوں کون ہے شفا مانگنے والا کہ اس کو شفا دوں علی بن ابی حمزہ القیاس۔

ابن ماجہ۔ حدیث۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شعبان
کی پندرہویں رات کو اللہ جہنمیوں کو آزاد فرماتا ہے قبیلہ بنی کلب کے بھیر بکریوں کے
بال برابر چند گروہ ہیں کہ نظر رحمت سے ان کو نہیں دیکھتا۔ ایک مشرک۔ دوسرے

وہ جسکے دین کسی مسلمان سے دنیا کی وجہ سے کہینہ ہو بیسے نانتے دازوں سے قطع
کرنے والا چوتھے پاسبانے یا لٹی یا دامن کا شکنے سے نیچے لٹکانے والا پانچون
مان باپ کا نافرمان۔ چھٹے شراب خوار۔ احمد۔

عیدین کی رات کو عبادت کرنے میں بڑا ثواب ہے۔ حدیث۔ ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص عیدین کی رات کو زندہ رکھے اس کے دل کو
اللہ نہ مارے جس دن لوگوں کے دل مر جائینگے۔ اس رات کی عبادت میں بھیدیر ہے

کہ صبح کو عید کا دن ہے اس دن کھیل کود کھانا پینا خوشی کے سامان میں اوقات کا
ضرب کرنا مباح کیا بلکہ محبوب ہے ایسا نہ کہ لہو و لعب میں انہماک کی وجہ سے

غفلت آجاوے اور غفلت سے دل میں کدورت پیدا ہو رات کو عبادت سنت کی گنتی تاکہ
اوسکے انوار دن میں دیکھو ایسے گھیرے ہیں کہ غفلت کا اثر نہ ہونے پائے۔

آداب تلاوت قرآن۔ رمضان کے مہینہ میں بہت بڑی عبادت قرآن کی تلاوت ہے
اسلئے کہ قرآن کو اس مہینہ کے ساتھ مناسبت ہے اسی مہینہ میں اتوار لگایا۔ بلکہ

قرآن ہی نہیں ساری آسمانی کتابیں اسی مہینے میں اور ترین حضرت ہر سال رمضان میں
جبریل علیہ السلام سے قرآن کا دورہ کرتے جس سال پکا وصال ہوا ہے اوس سال

دو مرتبہ دورہ کیا۔ حدیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت نے
ارشاد فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور کھاوے۔ بخاری و مسلم۔

حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ قرآن
کا ایک حرف ایک نیکی ہے اور ستر نیکی کا بدلہ دے دیا ہے۔ یہ میں نہیں کہتا کہ اللہ ایک

حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے میم ایک حرف ہے نون ایک حرف ہے
حدیث۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت نے ارشاد فرمایا

جس گھر میں لوگ اکٹھا ہو کر قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں اوس میں سکینہ نازل ہوتی ہے اور
اون کو گوہر نازل ہوتا ہے اور فرشتے اون کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ اپنے نزدیک اون کی یاد کرتا ہے۔ مسلم

حدیث۔ ابی امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا قرآن پڑھا کرو
کہ قرآن قیامت میں شفاعت کریگا۔ حدیث شہل بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضرت نے فرمایا جو قرآن پڑھے اور اوس پر عمل کرے اوسکے ماں باپ کو قیامت میں تاج پہنایا
جائے گا جسکی روشنی سورج سے زیادہ ہوگی۔ یہ اوسکے ماں باپ کا حال ہے

عمل کرنے والے کا کیا حال ہوگا۔ قرآن اللہ کی بڑی نعمت ہے مگر لوگ اسکے

مرتبہ سے ناواقف ہیں۔ اکثر حافظوں نے قرآن کو محض روٹی کا ذریعہ گردان لیا ہے۔ کوئی اجرت لیکر تراویح پڑھاتا ہے کوئی امامت کرتا ہے۔ حالانکہ ہر ایہ اور درختار وغیرہ فقہ کی تمام کتابوں میں قرأت اور امامت کی اجرت کو حرام لکھا ہے۔ بلو امے عام اور ضرورت زمانہ کے لحاظ سے فقیہوں نے کچھ میلے نکال لیے ہیں کہ یہ اجرت نہیں بلکہ خدمت ہے۔ امامت یا تلاوت کی اجرت نہیں بلکہ خاص معجزین یا خاص مقام میں آنے جانے کی اجرت ہے مگر انصاف یہ ہے کہ سب جیلے دنیا طلبی کے ہیں اجرت لینے والوں کے دل سے پوچھئے کہ کس خیال سے لیتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کے لیے بزرگوں نے آداب لکھے ہیں۔ اون آداب کے ساتھ اگر تلاوت کیجاوے تو اور سکے برکات پیدا ہوتے ہیں بعض آداب ظاہری ہیں اور بعض باطنی سبخلہ آداب ظاہری کے یہ ہے کہ قرآن کو پوری طہارت کے ساتھ پڑھے قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نہایت عاجزی اور خضوع اور خشوع کے ساتھ گویا کہ نماز میں ہے اور پڑھتے وقت یہ سمجھے کہ اللہ کے روبرو اسطور سے حاضر ہے جیسا شاگرد استاد کے سامنے۔ اور معافی میں تدبیر اور فکر کر کے پڑھے۔ اور پڑھتے وقت اللہ کے کلام کی عظمت و جلالت پیش نظر رکھ کر گریہ و زاری کرے۔ آنکھ سے رونانہ آوے تو دل سے رومے۔ مہربانیت کا حق پورا ادا کرے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے وقت عذاب کی آیت پر پہونچتے تو پناہ مانگتے۔ رحمت کی آیت پر پہونچتے تو سوال کرتے۔ تسبیح کی آیت پر پہونچتے تو اللہ کی پاکی بیان فرماتے علیٰ ہذا القیاس۔ شروع کرنے کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھے اور ختم کے وقت یہ دعا بانگے۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْآنِ وَاجْعَلْهُ لِيْ مِمَّا مَوْتُورًا وَهَدًى وَرَحْمَةً

اللَّهُمَّ ذَكِّرْنِي مِنْهُ مَا نَسِيتُ وَكَلِّمْهُنِي مَا جَعَلْتُ وَأَرْزُقْنِي تِلَاوَتَهُ أَفَاءَ

اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاجْعَلْهُ حُجَّةً لِي يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ آیت سجدہ پر سجدہ کرے۔

وَالضُّعْفُ سے اخیر تک ہر سورہ کے بعد تکبیر کہے اللہ اکبر یا لا الہ الا اللہ واللہ

اکبر۔ متوسط آواز سے پڑھے نہ بہت زور سے نہ بہت آہستہ۔ ریا کا خطرہ پیدا ہو یا کوئی

شخص پاس اوسکے نماز پڑھتا ہو تو آہستہ پڑھے۔ جہاں تک ممکن ہو خوش آوازی سے

پڑھے لیکن ایسے محن سے پرہیز کرے جس میں حروف یا صفات حروف میں فرق آئے

جو مد و شد اور صفات حروف کی مد علمائے قراءت نے مقرر فرمائی ہے اوسکا لحاظ رکھے۔

دیکھ کر بڑھنا بہتر ہے تاکہ آنکھوں کو بھی ثواب ملے۔ باطنی آداب بہت ہیں کسی

عارف سے دریافت کرے چند یہاں لکھے جاتے ہیں مثلاً کلام کی حقیقت پہچانے

کہ یہ کلام قدیم ہے اللہ کی صفت لیکن انسانوں کی آسانی کے لئے حروف و صوت کے

پیرایہ میں ظاہر کی گئی۔ اگر حقیقت اوسکی لفظ سے بے پردہ ہو کر ظاہر ہوتی تو کوئی اوسکا

تحمل نہ کر سکتا۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَوْ أَتَوْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى الْجِبَلِ لَكُنَّا بِهٖ فَخْشَعًا

مُتَّصِلِينَ عَامِّنْ حَشِيَّةِ اللَّهِ۔ آگ کا لفظ ہوتا تو سہل ہے مگر اوسکی حقیقت سے متلبس ہو

تو بلکہ خاک ہو جائے۔ دوسرے اللہ کی عظمت کا لحاظ رکھے کہ یہ ایسے شاہنشاہ صاحب

جبروت کا کلام ہے کہ آسمان اور زمین جسکے قبضہ میں ہو اوسکی عظمت کا لحاظ کر کے سارے خطرات

غیر کو دل سے باہر کرے اور یہہہ کا لحاظ رکھے کہ یہ وہ کلام ہے کہ لَا يَمْسُهَا إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ

اوسکو نہیں چھوتے مگر پاک لوگ۔ تو وہ دل جو شہوت کی پلیدی سے بھرے ہوئے

ہیں کیونکر اسکی حقیقت کو پہونچ سکیں گے۔ پہلے اللہ سے استغفار اور توبہ بعینیت سے

کرے۔ اور اویں سے توفیق مانگے کہ اسکے پاک معنی کے انوار سے ہمارے دل کو بھر دے

تیسرے پڑھنے کے وقت دل کو حاضر رکھے اور غفلت اور پریشانی کی حالت سے
 نہ پڑے۔ جو غفلت میں پڑ گیا ہے اس کو سمجھے کہ نہیں پڑھا پھر عادیہ کرے اس کی
 ویسی مثال ہے کہ کوئی باغ کی سیر کو چلے تاکہ وہاں کے گل و لالہ کا نظارہ کرنے
 اور جب باغ میں پہنچے تو آنکھیں بند کر لے یا سو جائے۔ قرآن میں عجائب و غرائب ہیں
 کہ اس کی انتہا نہیں۔ قلب غافل اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ اگر مغنی نہیں سمجھتا تو محض کلام
 اور کلام والے کی بڑائی اگر پیش نظر رکھے گا تو امید ہے کہ او دھڑ سے اس کے دل میں
 نورانی فیض اور تریگا جس سے او سیر حقیقت کھلنے لگی۔ چوتھے ہر آیت میں بر
 اور فکر کرایا جائے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہ میرے دل پر اس کے اسرار کھول دے اور
 کسی آیت پر بغیر تدبر کے نہ گزرے اس لیے کہ ہر آیت میں ہدایت اور ہر ہدایت میں
 اشارہ اور ہر کلمے میں نصیحت ہے اور ہر حرف میں اللہ کا لطف اور فضل پوشیدہ
 ہے قال اللہ تعالیٰ وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ۔ ہر تہذیب کی تدریج کو چاہتی ہے اور مضارع استمرار کو مقتضی ہے تو
 قرآن سے ہمیشہ ہمیشہ ہونے کو شفا اور رحمت ملتی ہی رہے گی۔ ایک مرتبہ معالیٰ سمجھ
 میں نہ آئیں تو تکرار کرے۔ حضرت نے ایک ایک آیت میں فخر کر دی۔ اور جب
 اللہ کی طرف رجوع کر گیا تو او دھڑ سے تعلیم ہو گی۔ اور کبھی ایک معالیٰ پر فاعلت
 نکرے اور سمجھ لے کہ یہی معنی ہیں بلکہ ہمیشہ ترقی کی امید رکھے۔ پانچویں صفات
 مختلفہ کے ساتھ تلاوت کی حالت میں متصف رہے مثلاً رحمت کی آیت پڑھے تو
 خوش ہو اور سرور ظاہر کرے۔ اللہ کی صفات اور عظمت کی آیت پڑھے تو تواضع اور
 انکسار کرے۔ کفار نے جو کلمات حضرت جی کی طرف نسبت کئے ہیں ان کا بیان

پڑھے تو شرمندہ اور خجل ہو۔ وعدہ کی آیت آوے تو سوال کرے۔ اللہ کے
 حق پرین اولیا و متقین وغیرہ کے اوصاف کا بیان پڑھے تو اپنے تئیں اولیٰ و صالحین
 سے خالی پا کر نہایت شرمندہ ہو اور اللہ سے سوال کرے کہ محض اپنے کرم سے یہ
 مرتبہ عنایت فرمائے۔ کفار اور فساق کے حالات دیکھ کر ڈرے اور یہ سمجھے کہ یہ
 اوصاف ہم میں پائے جاتے ہیں اور اللہ سے پناہ مانگے کہ ان اوصاف سے
 اللہ مجھے بچاؤ۔ غرض باطنی آداب بہت ہیں کسی سمجھ دار سے سیکھ لے۔ ان
 آداب کے ساتھ قرآن کی تلاوت کریگا تو اس کی لذت پیدا ہوگی اور حق سے مناسبت
 حاصل ہوگی حضرت تھمالیہؓ کی تلاوت کرنے والا حق سے باتیں کرتا ہے۔
 یہ وہ لذت ہے کہ جسے حامل ہو وہ باطن میں نہیں آسکتی۔ اسی کی طرف
 اشارہ کیا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ لَوْ طَهَّرْتُ الْقُلُوبَ لَوَقَّعْتُ
 مِنَ تِلْكَ الْقُرْآنِ۔ یعنی اگر دل پاک ہو جاوے تو مستحضران کی تلاوت سے
 کبھی آسودہ نہ ہوں۔

صدقہ فطر واجب ہے ہر مسلمان پر جو غلام نہ ہو اور بقدر لفظ اب کے
 مال رکھا ہو اگرچہ سال نہ گزرا ہو کوئی عذر سے روزہ نہ رکھا ہو اپنی طرف سے نے
 اور اپنے چھوٹی اولاد کی طرف سے اگر کوئی لڑکا عید کے دن طلوع فجر کے پہلے
 پیدا ہو یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے نہ بڑی اولاد
 اور بیوی کی طرف سے مگر احساناً کیوں یا کیوں نہ کما آتا یا انکار اگر دیو سے تو
 ہر شخص کی طرف سے نصف صاع دینا چاہیے۔ صاع ایک پیاز ہے کہ جسکے
 اندر آٹھ ٹل ہاشش یا مسور آٹکے جسکا وزن عروج کے اعتبار سے قریب

دوسرے کے ہوتا ہے اور جو اور تیسرے اور سکا و دنا دیوے قبل عید گاہ جانے کے
 ادا کرے اور اگر کسی وجہ سے نہیں ادا کر سکا تو بعد عید کے بھی ادا کر سکتا ہے صدقہ
 فطر روزہ کے جبر نقصان کے لیے ہے جیسے نماز فرض کے بعد سنت اور نوافل
 جبر نقصان کی واسطے مشروعیت میں مقرر ہے۔ حدیث۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی
 سے روایت ہے کہ حضرت نے صدقہ فطر فرض کیا ہے اس لیے کہ روزہ کو فضول گویا
 اور نفوسے پاک کرے اور مساکین کے لئے کھانا ہو روایت کیا ابو داؤد نے۔
 عید کے دن سنت ہے کہ نماز کو جانے کے قبل چھوڑے طاق عدد کے مؤفق
 یا آدھ کو لی شیرینی جو میسر ہو کھاوے مسواک کرے اور نہادے اور خوشبو
 لگاوے اور اچھے کپڑے پہنے سٹے ہوں یا دھلے ہوئے جو میسر آئیں۔ اور
 عید گاہ میں نماز کے لیے آہستہ آہستہ تکبیر کھڑا ہوا جاوے۔ ایک راستہ
 سے جاوے اور دوسرے راستہ سے پلٹے۔ نماز عید کے قبل نفل پڑھے۔
 اور بعد نماز کے عید گاہ میں نہ پڑھے مکان پر اختیار ہے۔ عید گاہ میں نماز کو جانا
 سنن ہی میں ہے۔ حضرت نے عید کی نماز عمر بھر عید گاہ میں پڑھی ایک مرتبہ
 بارش کی وجہ سے نہ جا سکے مسجد نبوی میں نماز پڑھی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ
 أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ہم غلامان محمدی کو حضرت کی اتباع لازم ہے عید کا دن مسلمانوں کے
 لیے نہایت خوشی کا ہے اغنیاء فرض کے ادا ہونے اور نہانے اور نہ پینے کی قید سے
 آزاد ہونے سے خوش رہتے ہیں اور فقرا صدقہ فطر کے پانے سے زینت کا کرنا
 سبب اجارہ کا استعمال کرنا اور لعب آج کے دن مباح بلکہ مستحب ہے حضرت کے
 سامنے چند رکیاں دف بجاتی اور گاتی تھیں حضرت ابو بکر صدیق رضی نے منع کرنا چاہا

آپ نے فرمایا کہ انکو چھوڑ دو ہر قوم کے لئے عید ہے۔ روزِ عید کے دن حرام
 ہے شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ جیسے تیس دن بکرم الہی مجبوراً اسکا ہوا وہی
 ایک دن انظار بھی ہوگا جیسا روزہ رکھنے میں اداسے واجب کا ہو تو ثواب
 تھا انظار کرنے میں بھی ثواب اداسے واجب کا ہو کھانا پینا کوئی ثواب سے
 خالی نہیں بھر حال اللہ کے ساتھ خلوص ہونا چاہیے اخلاص ہو تو مباحات میں
 بھی ثواب طاعت ہے اپنی نیت کا قصور ہے ورنہ کریم کا معاملہ ہے وہاں
 کمی کیا ہے عینچہ درو بہت نگینہ آکن دہدہ تھوڑے دن اونکے خوش
 کرنے کو اونکی مرضی کے موافق تکلیف اوٹھائے پھر دیکھتے کیا ملتا ہے
 دوروزہ جس نفس سہل باشدای بلبل ازان تبرس کہ دیگر ہرستان زری
 واللہ الموفق والمعين

خاتمہ از جانب ساعی

اللہ کا ہزار ہا شکر ہے کہ ایک مدت سے جس گہرے بہا کی جستجو تھی وہ ہاتھ
 لگا اور ایک زمانہ سے جس فریاب کی آرزو تھی وہ دستیاب ہوا یعنی رسالہ سبیل السلام
 فی فضائل الصیام والقیام جو صورت نہایت مختصر مگر مضامین پر نظر کیجئے تو معلوم کیا
 اطلول ہی پھر طبع ہو۔ یہ رسالہ پہلی مرتبہ ۱۳۵۷ ہجری میں مکہ منورہ میں محمد علی صاحب
 مطبع نظر قانون ہند واقعہ آباد کی حسن سعی سے اسی مطبع میں چھپا تھا۔ اس دفعہ یہ سال
 کو بہت ہی مختصر تھا اگر عوام و خواص نے اسکو پڑھا تو ہاتھ لیا۔ اور گہرے بہا کی جستجو
 سینہ میں لگے۔ یہ حقیقت یہ ہے کہ فضائل صیام میں ایسا مختصر و صالح جو عام فہم اور کل فہم

سائل صیام و قیام کو نشان آج تک زبان اردو میں کوئی رسالہ نہیں ہوا تھا۔ اس پر جو چھپے تو
 دیا کو کوئی دین نہ کیا ہے اور مندر کو نہ میں روان کیا ہے۔ تھوڑی بہت میں اس کتاب
 کے جسدِ نسخہ چھپے تھے سب ختم ہو گئے اور نشانِ شوق کی پارس بھی میرے
 اکثر جواب نے مجھے اسکا اشتیاق ظاہر کیا تو میرے دل میں اس کے طبع ثانی کا خیال پیدا ہوا
 لیکن خواہش تھی کہ قبلہ عالمِ مجاہد و مادی میں حضرت لائی و مشرقی سیدی و مدنی حضرت
 کی ایک نظر اس پر کر سوجائے تو یہ دُرُوبہ ہوا کہ ہر کچا ہو جائے۔ آخر میرے محترم مولوی
 عبید اللہ خان صاحبِ رعیت الطائف نے میری مقصد برداری کی طرف توجہ کی اور اپنے
 جس اہتمام سے اسکو حضرت صاحبِ قبلہ امامِ مہتمم کی حضور میں نظر آئی کیلئے پیش کیا اللہ تعالیٰ اور کبریا
 غیر عطا فرماوے۔ اس مرتبہ اس سال میں بہت سے مسافروں نے اردو اور اسرارِ عجیبہ فرمایا تو یہ دُرُوبہ
 اسوجہ سے حجم اس سالہ کا ورنہ سے زائد ہو گیا ہے صحت کا اہتمام پورا دیا گیا۔ کاغذ بھی عمدہ
 لگا یا گیا۔ محض نفع ستانی ہی مد نظر نہیں بلکہ غایتِ آرزو یہ ہے کہ لوگ اس سے فیضِ باری ہوں
 اسی لیے قیمت صرف سہ رکھی گئی میری آرزو تو یہ تھی کہ اوائلِ مبارک میں یہ رسالہ ہر مہینہ
 ہر وقت گھر گھر کو منظور تھا ایسے ایسے مدافع پیش آئے کہ یہ تمنا پوری نہ ہوئی۔ ہر حیدر طبع میں
 بہت جلد ہی کی گئی مگر جبر بھی یہ ایام بہارِ آدھے سے زیادہ گذر گئے
 ناگزیرین سے امید ہے کہ جب اس بوستانِ معرفت کی سیر کریں اور گلی
 مراد سے دامنِ تمنا بھریں۔ اس ایجنز ساعی کے لئے دعا ہے خیر کریں والسلام
 2734

خاکِ پایِ بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہ محمد مخدوم الدین غفر اللہ لہ ولآلہٖ اجمعین